فت روزہ
ریم
چکوال

گذشتہ سات ماہ میں کوئی قانون نہیں بنا صرف استحقاق کی تحریکیں پیش ہوتی رہیں۔

ولی خان



میں نیشنل لیول کا آدمی ہوں مجھے چکوال کی فکر نہیں چکوال تو میں نے فوزیہ بہرام کے حوالے کر دیا۔ ملک عبدالمجید

چکوال فوزیہ بہرام کے حوالے کرنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ چوہدری لیاقت علیخان اپنے لیے خطرے کی گھنٹی سمجھیں



لگنگ والے جنہوں نے فوزیہ بی بی کو کامیاب بنایا تھا ۔۔ اسکی تلاش میں اشتہار کا سہارا لیں گے؟

اشتہارات اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

اندر کے صفحات پر

مطبع: اسد محمود پرنٹنگ پریس گوالمنڈی راولپنڈی

مقام اشاعت

بی ۱۷/۱۱ ۱۵۲۷ نزد ریلوے پھاٹک چکوال





جلد ۱ | ۲۴ جولائی تا ۶ اگست | شمارہ ۲۸/۲۹

۱۹۸۹ء

چیف ایڈیٹر: ———
سرفراز خان

ایڈیٹر: ———
میاں محمد ملک

مجلس ادارت: ———
پروفیسر انور بیگ اعوان
لیفٹننٹ کرنل ریٹائرڈ محمد اسلم

قانونی مشیر: ———
سید ضیاء الحسن زیدی ایڈووکیٹ

رپورٹنگ: ———
محمد سعید الحسن
خالدہ عزیز

نمائندے چکوال کے نواح میں ———
- بوچھال کلاں ——— عظمت علی جوگی
- کلر کہار ——— محمد حفیظ
- نیلہ ——— محمد اشرف

- اسلام آباد ——— ڈی ایم منہاس
فداء الرحمن
- لاہور ——— حاجی محمد بشیر ملک
- کراچی ——— محمد اقبال قریشی
محمد نجف گوندل

قیمت ۵/- روپے

سالانہ ۲۲۵ روپے

آپ کے خطوط

وفاقی وزیر مواصلات کی خدمت میں

مکرمی! تمن ٹیلیفون ایکسچینج پر تعینات عملہ کی طرف سے اہلیان تمن کو بہت سی شکایات کا سامنا ہے اس سلسلے میں متعلقہ محکمے کو بہت سی درخواستیں بھیجی گئی ہیں ایکسچینج پر موجود عملے کی ذاتی پسند ونا پسند پر ٹیلیفون کال کے ملنے کا انحصار ہے تلہ گنگ بات کرنے کے لئے بھی گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے اگر تلہ گنگ کیلئے ٹیلیفون سے کال بک کی جائے تو عملہ جان بوجھ کر لیٹ کرتا ہے اور اگر کوئی شخص ایکسچینج میں جا کر ان کو پیسے دے تو فوراً ملا دیتے ہیں اور سرکاری چارجز سے کئی گنا زیادہ رقم وصول کر رہے ہیں اور کوئی رسید نہیں دیتے عوامی مطالبہ ہے کہ ایکسچینج پر کالیں بک کرنا بند کی جائیں اس سلسلے میں علیحدہ پبلک کال آفس قائم کیا جائے اور باقاعدہ سرکاری رسید دی جائے اس سلسلے میں انکوائری کر کے موجودہ عملہ کو تمن سے تبدیل کیا جائے۔

ملک محمد فاروق خان آف ملتان خورد تحصیل تلہ گنگ

پٹوار خانہ موضع دولہہ

مکرمی! عرصہ دراز سے دولہہ گاؤں کے پٹواری دفتر کی وجہ سے پریشان ہیں محکمہ مال کی جگہ ہونے کے باوجود محکمہ مال کے ملازم دفتر اور رہائش کو ترس رہے جس کے پیش نظر دولہہ کے لوگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت پٹوار خانے کی تعمیر کا کام شروع کرایا ہے ہم اہلیان دولہہ صوبائی گورنمنٹ سے اپیل کرتے ہیں کہ ہماری اس کوشش میں ہمارا ساتھ دیں اور فنڈ مہیا کریں تاکہ محکمہ مال کے وقار کے مطابق دفتر وغیرہ تعمیر کرایا جاسکے۔

اہلیان دولہہ معرفت نمائندہ پریم ساگر نیلہ

واٹر سپلائی کی خستہ حالی

مکرمی! ہم اہلیان نیلہ ضلع کونسل چکوال کے ارباب اختیار خاص کر ممبر ضلع کونسل و ایم پی اے کی توجہ اس جانب مبذول کراتے ہیں کہ لاکھوں روپے سے تیار کردہ واٹر سپلائی ہونے کے باوجود نیلہ گاؤں کے لوگ پانی کی بوند کو ترس رہے ہیں کیوں کہ ہفتہ میں ایک

موضع گھگھ کے یتیم تعلیمی ادارے

میں اس اخبار کی وساطت سے ضلعی انتظامیہ ڈی سی ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، چیئرمین ضلع کونسل میجر اصغر سلیم کی توجہ موضع گھگھ کے یتیم تعلیمی ادارے کی طرف مبذول کرانے کی جسارت کرتا ہوں موضع گھگھ کی ساڑھے چار ہزار آبادی میں دو پرائمری اسکول ہیں ایک لڑکوں اور ایک لڑکیوں کا۔ جن کی خستہ حالی قابل توجہ ہے ۱۹۲۴ء سے قائم بوائز پرائمری اسکول کی عمارت تین کمروں پر مشتمل ہے جن دو کمروں کی تعمیر حال ہی میں تنظیم انجمن رفاہ عامہ گھگھ کے تعاون سے ہوئی لیکن فنڈز کی کمی کے باعث پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکی کیوں کہ یونین کونسل سنگوال نے اس سلسلہ میں ہماری موثر مدد نہ کی اب ان کمروں کی حالت کچھ یوں ہے کمروں میں نہ تو فرش ہے نہ ہی دیواریں پلستر شدہ ہیں جبکہ ان کمروں کے آگے برآمدہ چھت ہی سے محروم ہے جب کہ ایک کمرہ جس کی تعمیر آج سے پندرہ سال قبل ہوئی اس کی موجودہ حالت ناقابل بیان ہے دیواروں کی خستہ حالی کے ساتھ اب یہ دروازوں اور کھڑکیوں سے محروم ہو چکا ہے ان حالات میں طلبہ سخت گرمی اور سخت سردی میں کھلے آسمان تلے تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں شدید موسمی حالات اور بارش کی صورت میں اسکول میں مکمل طور پر چھٹی کر دی جاتی ہے دوسرا یہ کہ اسکول میں نہ اساتذہ کے لئے فرنیچر ہے اور نہ ہی لڑکوں کے لئے ٹاٹ اور تختہ سیاہ ہیں تختہ سیاہ کی نایابی طلباء کے لئے ایک بہت بڑا تعلیمی نقصان اور اساتذہ کے لئے تکلیف دہ مرحلہ ہے اس وقت اسکول میں ایک ہیڈ ماسٹر اور دو اساتذہ کام کر رہے ہیں جب کہ ایک ٹیچر کی آسامی عرصہ دراز سے خالی چلی آرہی ہے لہٰذا ضرورت اس چیز کی ہے کہ ایک قابل ٹیچر کی تقرری عمل میں لا کر اس اسامی کو جلد از جلد پورا کیا جائے تاکہ لڑکوں کی پرائمری تعلیم پر زیادہ توجہ دی جائے۔ کیونکہ تین اساتذہ کے لئے پانچ جماعتوں کو پڑھانا تو درکنار کنٹرول کرنا بھی مشکل ہے

گرلز پرائمری اسکول: موضع گھگھ میں ۱۹۸۵ء میں گرلز پرائمری اسکول کا اجراء ہوا جس کی عمارت کے لئے ایم این اے گرانٹ سے دو کمروں کی تعمیر ہوئی چونکہ اسکول کی عمارت سڑک کے کنارے واقع ہے جہاں پڑھنے پڑھانے کے لئے چار دیواری کا ہونا نہایت ضروری ہے چار دیواری کی عدم موجودگی، طالبات اور معلمہ کے لئے بہت بڑی تکلیف ہے اسکول میں طالبات کے لئے پینے کا پانی بہت بڑا مسئلہ ہے اگر ہینڈ پمپ لگا کر اس مسئلہ کو بآسانی حل کیا جا سکتا ہے۔

ماسٹر محمد اکرم ساکن گھگھ ضلع چکوال

تجاوزات کے خلاف مہم کا ایک پہلو

مکرمی۔ لاری اڈہ تمن سے ناجائز تجاوزات کو ہٹانے کے سلسلے میں محکمہ ہائی وے ان دنوں مصروف عمل ہے تجاوزات ختم ہونے سے لاری اڈہ تمن کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے سڑک وسیع ہو گئی ہے آمدورفت میں پہلے جیسی دقت نہیں رہی ہے اہلیان تمن اس کاروائی سے خوش تو ہیں لیکن مطمئن نہیں ہیں کیوں کہ پندرہ بیس سال سے قائم تجاوزات کو مارشل لاء دور میں بھی ختم کرنے کی نوید سنائی گئی تھی اور کام بھی ہوا تھا لیکن اسی عرصے میں تجاوزات نے پھر اپنی صورت اختیار کر لی تھی محکمہ ہائی وے تلہ گنگ کے لئے قابل توجہ پہلو یہ ہے کہ لاری اڈہ کے ساتھ ساتھ تجاوزات نے تلہ گنگ کے مسائل کو بھی قدر بڑھا لیا ہے آئے دن انتظامیہ کو اخبارات کے ذریعے اس مسئلے کی طرف توجہ دلائی جاتی رہی ہے کیوں کہ پشاور تک چلنے والی ٹریفک کو تجاوزات اور ٹریفک تجاوزات کی وجہ سے ضرور پریشان ہونا پڑتا ہے پہلے ہیڈ کوارٹر کو کلین اپ کرنا زیادہ ضروری ہے پھر دیہات کی طرف توجہ دی جاتی لیکن اس کے برعکس اس کی ابتداء تمن سے ہوئی ہے تو اہلیان تمن اس عملی کاروائی پر خوش آمدید کہتے ہیں لیکن پس پردہ سرگوشیاں کسی اور طرف اشارہ کر رہی ہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ کاروائی دراصل سیاسی کاروائی ہے اس کاروائی سے قانون کو بالادستی حاصل نہیں ہوئی بلکہ لوگوں کو زیر عتاب لایا جا رہا ہے بہرحال تجاوزات ہٹانا ایک بہت اچھا عمل ہے بشرطیکہ وہ ناجائز تجاوزات پھر کبھی جائز نہ ہو جائیں۔

ملک محمد فاروق خان ملتان خورد

ڈھوک الفو کے مسائل

دھمال! گاؤں ڈھوک الفو ڈھڈیال شہر سے مغرب کی جانب ۳ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے گاؤں سے سڑک تک کا راستہ مٹی اور گھڑے گڑھوں سے بھرا پڑا ہے گاؤں کے لوگوں کو سڑک تک جانے میں بڑی پریشانی ہوتی ہے گاؤں میں بجلی کے کھمبے لگے ہوئے تقریباً دو سال ہو گئے ہیں لیکن بجلی کا نام و نشان نظر نہیں آتا ہمارے گاؤں میں صرف ایک اسکول ہے جو پانچویں جماعت تک ہے اہلیان گاؤں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ لڑکیوں کا ایک الگ اسکول قائم ہونا چاہیئے اور اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ اس پسماندہ علاقے میں علم کا نور چاروں سو پھیل جائے۔

راجہ محمد عمر اعجاز ڈھوک الفو چکوال

خبرنامہ

سرکاری ہسپتالوں کو نجی شعبے کے حوالے کیا جائیگا

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) حکومت دیہی علاقوں میں بسنے والے ۸۰ فیصد باشندوں کو علاج معالجے کی سہولتیں بہم پہنچانے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اس مقصد کے لئے موجودہ مالی سال کے دوران یونین کونسل کی سطح پر صحت کے بنیادی مرکز تعمیر کئے جائیں گے اس امر کا انکشاف ملک سلیم اقبال وزیر صحت وامداد باہمی نے علیم سرجیکل ہسپتال چکوال کا افتتاح کرتے ہوئے اپنے خطاب کے دوران کیا انہوں نے کہا کہ حکومت سرکاری ہسپتالوں کو نجی شعبے کے حوالے کرنے کی ایک اسکیم پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے انہوں نے جدید آلات سے آراستہ ہسپتال سے بھرپور استفادہ کرنے کی اپیل کی اور کہا کہ سرجری کی دنیا میں یہ ہسپتال ایک نمایاں اضافہ ہے قبل ازیں انہوں نے ڈپٹی کمشنر چکوال سے ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کے دفتر میں ضلعی محکموں کے سربراہوں سے ملاقات کی اور ان کو ہدایت کی کہ وہ ترقیاتی منصوبے بروقت مکمل کریں تاکہ کسی منصوبے کی رقم کے ضیاع کا احتمال نہ رہے اس موقع پر ان کے ہمراہ ضلع کونسل کے وائس چیئرمین حاجی نور خان، ملک محمد کبیر ایڈووکیٹ، ملک فیروز خان اور میاں محمد کے علاوہ دیگر لوگ بھی تھے بعد ازاں صوبائی وزیر صحت نے ہسپتال کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا۔

مغل ویلفیئر سوسائٹی کا اجلاس

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) مغل ویلفیئر سوسائٹی ماڑی شریف کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تلاوت کے بعد کلام اقبال پیش کیا گیا جب کہ اراکین سے خطاب کرتے ہوئے تمام مقررین نے واضح کیا کہ مغل ویلفیئر سوسائٹی ایک غیر سیاسی تنظیم ہے اور اس کا مقصد صرف اراکین کو فکری و عملی طور پر ملک و قوم کی خدمت کے لئے تیار کرنا ہے اجلاس کے آخر میں سالِ نو کے لئے نئے عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس کے مطابق صدر ڈاکٹر سعادت علی خان، جنرل سیکریٹری محمد شہزاد خان اور خازن مشکور حیدر منتخب ہوئے۔

دکھی انسانیت کی مدد عبادت ہے

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) دکھی انسانیت کی مدد کرنا سب سے بڑی عبادت ہے اس لئے چکوال کے عوام کو چاہیئے کہ وہ انجمن بہبود مریضاں کو دل کھول کر عطیات دیں تاکہ وہ اپنے پروگرام پر عملدرآمد کر سکیں یہ بات ڈپٹی کمشنر چکوال ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے انجمن بہبود مریضاں کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار (رسول کریم بطور طبیب) کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہی انہوں نے اپنی ایک ماہ کی تنخواہ کا عطیہ دینے کا بھی اعلان کیا انہوں نے مخیر حضرات سے اپیل کی کہ وہ بھی اس انجمن کی پوری پوری امداد کریں انہوں نے اپنے خون کا عطیہ دینے کا بھی اعلان کیا ڈاکٹر اصغر حمید قریشی جو اس انجمن کے صدر ہیں نے ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کے اس ایثار کی تعریف کرتے ہوئے دوسرے حضرات کو بھی اس کی تقلید کرنے کی اپیل کی ملک کرم داد خان ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل نے اسٹیج سیکریٹری کے فرائض انجام دیئے۔

سیکریٹری ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز کا دورہ چکوال

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) ماہ رواں میں سیکریٹری ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ ضلع چکوال میجر امجد پرویز شیخ ستارۂ جرأت نے مندرجہ ذیل علاقوں کا دورہ کیا پادشاہان، منارہ، جبند، چکوڑہ، سرال دورہ کے دوران سیکریٹری نے سابقہ فوجیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ دفتر ہذا کی طرف چھٹیاں ملنے پر جلد دفتر میں حاضر ہوا کریں تاکہ ان کے فیملی پنشن کیس، مالی امداد اور دیگر معاملات کو جلد از جلد نمٹایا جا سکے عام طور پر فوجی کئی کئی ماہ اپنے کاغذات مکمل کرانے کے لئے دفتر میں نہیں آتے جس کی وجہ سے ان کے پنشن کے کاغذات اور دوسرے کاغذات نامکمل پڑے رہتے ہیں سیکریٹری ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ چکوال نے دورہ کے دوران متعلقہ علاقوں کے سابقہ فوجیوں میں پنشن بک، چیکیں وغیرہ تقسیم کئے اور ڈسٹرکٹ آرمڈ سروسز بورڈ چکوال کے سٹاف کی طرف سے تمام سابقہ فوجیوں کو عید الضحیٰ کے موقع پر بہت بہت مبارکباد پیش کی۔

ہائی اسکول بھگوال کے نتائج پر عوامی حلقوں کا احتجاج

بھگوال (نمائندہ پریم ساگر) بھگوال کے سیاسی اور سماجی حلقوں نے ہائی اسکول بھگوال کے نتائج پر انتہائی تشویش کا اظہار کیا ہے لڑکوں کے مڈل کے امتحانات میں ۸۷ میں سے ۱۴ طلبا کامیاب ہوئے جب کہ گرلز ہائی اسکول کی ۳۵ طالبات میں سے صرف ۳ طالبات کامیاب ہوئیں ڈائریکٹر ایجوکیشن اور صوبائی وزیر تعلیم سے پرزور مطالبہ کیا گیا ہے کہ نااہل اساتذہ کو فوری طور پر برطرف کیا جائے اور بھگوال کے تعلیمی اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔

زکوٰۃ کی تقسیم

حطار (نمائندہ پریم ساگر) حطار کی زکوٰۃ عشر کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی ملک دریا خان جامع حنفیہ سلطانیہ مسجد میں منعقد ہوا اجلاس میں وائس چیئرمین زکوٰۃ و عشر کمیٹی حطار ملک فتح خان نمبردار ممبران ملک محمد امیر، ملک مہر خان، ملک رب نواز اعوان، اللہ بخش مستری اور پیر داد کے علاوہ معززین دیہہ نے شرکت کی مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کی گئیں زکوٰۃ عشر کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ہر مستحق کو ایک کالی بطور زکوٰۃ بک دی جائے گی جس پر آئندہ زکوٰۃ تقسیم کر کے اندراج کیا جائے گا چیئرمین زکوٰۃ عشر کمیٹی اور کم از کم ایک ممبر دستخط کرے گا یہ کتابچے چیکنگ اور آڈٹ کے وقت دکھانے کے پابند ہوں گے

کرنٹ لگنے سے ہلاک

حطار (نمائندہ پریم ساگر) کلر کہار میں ایک شخص بجلی کا کرنٹ لگنے سے ہلاک ہو گیا تفصیلات کے مطابق محمد خان سکنہ کھائی تحصیل چکوال جو کہ واپڈا کے محکمہ میں ملازم ہے اور چکوال تعینات تھا کلر کہار میں ایک گھر میں بجلی ٹھیک کرتے ہوئے کرنٹ لگنے سے موقع پر ہلاک ہو گیا ضروری کارروائی کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی گئی

خبریں سیاسی بددیانتی ہے۔

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) عوامی نیشنل پارٹی پنجاب کے جوائنٹ سیکریٹری شیخ نسیم احمد ایڈووکیٹ نے کہا ہے کہ اے این پی سے حالیہ نام نہاد استعفے سیاسی بددیانتی کا ثبوت ہیں انہوں نے کہا کہ حال ہی میں امتیاز عالم اوران کے ساتھیوں کی طرف سے کی جانے والی پریس کانفرنس میں چکوال پارٹی کے استعفوں کی خبریں لگائی گئی ہے جب کہ اصل حالات اس طرح ہیں کہ تقریباً چار ماہ قبل ارشد بٹ، افتخار ڈوگر وغیرہ نے پارٹی سے اختلافات کی بنا پر استعفے دیئے تھے جنہیں پارٹی نے منظور کر لیا تھا اوران افراد کی رکنیت ختم کر دی گئی

آل فرینڈز کی شاندار کامیابی

بوچھال کلاں (نمائندہ پریم ساگر) گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں کی گراؤنڈ پر سپر کپ ٹورنامنٹ کھیلا گیا جس میں علاقہ کی پانچ بہترین ٹیموں نے شرکت کی ٹورنامنٹ کا فائنل ۸ر جولائی کو ہوا جس میں آل فرینڈز الیون نے مصبال الیون کو سنسنی خیز مقابلے کے بعد شکست دی آل فرینڈز الیون نے پورے ٹورنامنٹ میں عمدہ کھیل کا مظاہرہ کیا اور تمام میچ جیتنے آل فرینڈز کے محمد شبیر اعوان اور محمد نوید بہترین باؤلر، محمد غفور اعوان، بہترین آل راؤنڈ اور نور زمان بہترین بیٹسمین رہے۔

انتقال پر ملال

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) موضع ماڑی شریف (تحصیل چکوال) کی معروف شخصیت سید سید الامیر شاہ دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے ہیں مرحوم کی عمر ۶۵ر سال تھی نماز جنازہ میں سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی علاقہ بھر کی ممتاز سیاسی و مذہبی شخصیات نے ان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

گورنمنٹ مڈل اسکول مہرو کی شاندار کارکردگی

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں گورنمنٹ مڈل اسکول مہرو کا نتیجہ سو فیصد رہا اس کامیابی کا سہرا غلام علی، عبداللطیف اور قاضی مقصود کے سر ہے ہیڈ ماسٹر نے اساتذہ کرام کی خدمات کو سراہا اور دلی مبارکباد پیش کی

خودکشی ہے یا قتل

رلسیال (نمائندہ پریم ساگر) موضع سردھی میں ۷۰ر سالہ بوڑھا شخص بنام نور محمد نے پستول سے مبینہ طور پر خودکشی کر لی ہے تفصیلات کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ متوفی کے گھر میں کچھ گھریلو تنازعہ تھا جس کی وجہ سے بوڑھے شخص نے نور محمد نے مبینہ طور پر خودکشی کر لی باور کیا جاتا ہے کہ بوڑھے شخص کی خودکشی کا کوئی پتہ نہیں چل سکا پولیس آفیسر نے موقع بھی دیکھا اور بیان بھی لئے مگر کسی کے بھی بیان آپس میں نہیں ملتے جس کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اسے قتل کیا ہے کلر کہار پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے بوڑھا نور محمد صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا۔

عید ملن پارٹی

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) انجمن طلبائے اسلام چکوال شہر کے زیر اہتمام مقامی دفتر میں عید ملن پارٹی کا انتظام کیا گیا مہمان خصوصی ضلعی ناظم محمد حنیف تھے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عید کا دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر اللہ تعالٰے کا ایک بہت بڑا احسان ہے اور ہمیں اللہ تعالٰے کا شکر ادا کرنا چاہیئے ناظم چکوال شہر انجم مصطفٰے نے عید کے دن ہونے والے فحش اور اخلاق سوز امور کی شدید مذمت کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ انہیں فی الفور بند کرایا جائے اور اس مبارک دن کی عظمت کو مجروح نہ کیا جائے عید ملن پارٹی کے اس پروگرام میں انجمن طلبائے اسلام کے کثیر التعداد جیالے موجود تھے۔

چوری کی واردات!

رلسیال (نمائندہ پریم ساگر) منارہ میں ایک ماہ قبل سنار کی دکان پر چوری کے الزام میں ابھی تک دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے جب کہ ایک ملزم منظور حسین فرار ہے۔

گورنمنٹ ہائی اسکول حاصل کا شاندار نتیجہ

حاصل (نمائندہ پریم ساگر) امسال ہائی اسکول حاصل کا نتیجہ ۷۰ فیصد رہا علاقہ کے عوام نے ہیڈ ماسٹر اور اساتذہ کی بہت تعریف کی ہے۔

ضلع چکوال میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ چکوال ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت ضلع چکوال کی حدود کے اندر کسی بھی عوامی جگہ پر پانچ یا اس سے زائد افراد کے جمع ہونے، قابل اعتراض تقاریر کرنے، ایسے نعرے لگانے جس سے کسی فقہ یا سیاسی پارٹی کے جذبات مجروح ہوتے ہوں، جلوس نکالنے، جلسے منعقد کرنے، عوامی جگہوں پر ٹیپ ریکارڈر چلانے، اسلحہ کی نمائش اور آتشیں اسلحہ لے کر چلنے، مساجد میں خطبہ اور اذان کے علاوہ لاؤڈ اسپیکر اور امپلیفائر کے استعمال پر فوری طور پر پابندی عائد کر دی ہے البتہ اس حکم کا اطلاق پولیس اور مسلح افواج کے ارکان پر، جنازہ، مساجد میں نماز اور دیگر عبادت گاہوں میں اجتماعات پر نہیں ہوگی اس حکم کی پابندی دو ماہ تک جاری رہے گی۔

گرلز اور بوائز اسکولز بھٹی گجر کا شاندار نتیجہ

حطار (نمائندہ پریم ساگر) گورنمنٹ مڈل اسکول بھٹی گجر کا مڈل سٹینڈرڈ کا نتیجہ ۱۰۰ فیصد رہا ہیڈ ماسٹر محمد صدیق کی سرکردگی میں ۲۱ر طلباء نے مڈل سٹینڈرڈ کا امتحان دیا جس میں سے ۱۲ر طلباء فرسٹ ڈویژن اور ۹ر طلباء سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے طالب علم ارشد محمود نے ۸۷۵ نمبروں میں سے ۶۸۴ نمبر حاصل کر کے اسکول سے پہلی پوزیشن حاصل کی گورنمنٹ گرلز مڈل اسکول بھٹی گجر کی ۱۲ طالبات نے مڈل سٹینڈرڈ کا امتحان دیا اور نتیجہ سو فیصد رہا ۱۲ کی ۱۲ طالبات نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی اور مس ظہیرہ ناز نے ۸۷۵ نمبروں میں ۶۹۶ نمبر حاصل کر کے اسکول سے پہلی پوزیشن حاصل کی گورنمنٹ ہائی اسکول بھربور کا نتیجہ اس سال ۷۵ فیصد رہا ہیڈ ماسٹر ملک محمد اسلم کی سرکردگی میں ۲۸ر طلباء نے مڈل سٹینڈرڈ کا امتحان دیا جس میں ۲۱ر طلباء کامیاب ہوئے علاقہ کے عوام نے ہیڈ ماسٹر ملک محمد اسلم، ہیڈ ماسٹر محمد صدیق اور ہیڈ مسٹریس مڈل اسکول بھٹی گجر کی پیشے سے لگن اور ان تھک محنت کی بہت تعریف کی اور مزید ترقی کے لئے دعا کی۔

تعزیتی اجلاس

چوآسیدن شاہ (نمائندہ پریم ساگر) ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت انور حسین نقشبندی منعقد ہوا جس میں جامع مسجد المصطفےٰ مجاہد کالونی کراچی میں بعض تخریبند عناصر نے حملہ کر کے جاوید اقبال بٹ کو چھریوں کے وار کر کے شہید کر دیا اور فرار ہو گئے اجلاس میں مقتول کے لئے دعائے مغفرت کی گئی اور ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سندھ سے اپیل کی گئی کہ جاوید اقبال کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے یاد رہے کہ یہ واقعہ ۱۶ جون بروز جمعہ اورنگی ٹاؤن میں پیش آیا تھا۔

محمد اکرم بھٹی کی اضافی ذمہ داریاں

بھٹی گجر (نمائندہ پریم ساگر) محمد اکرم بھٹی صدر پیپلز یوتھ آرگنائزیشن یونین کونسل بھرپور کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ اپنے ضلع میں عوامی رابطے شروع کریں اور دیہاتوں میں جہاں تک ہو نئی تنظیمیں بنائیں تاکہ پارٹی اپنے منشور کے مطابق غریب عوام اور خاص کر نوجوانوں کی بہتر طور پر خدمت کر سکے۔

بنیادی مرکز صحت میں پانی اور بجلی مہیا کیجئے

چکوال (نمائندہ پریم ساگر) یونین کونسل بھرپور کے سیاسی، سماجی اور عوامی حلقوں نے بنیادی مرکز صحت بھرپور میں ڈاکٹر سعادت علی خان کی تقرری پر اظہار مسرت کیا ہے اور حکام بالا سے مطالبہ کیا ہے کہ بنیادی مرکز صحت بھرپور میں جلد از جلد بجلی اور پانی کی سپلائی کا انتظام کیا جائے تاکہ ڈاکٹر اور عملہ اطمینان سے عوام کی خدمت کر سکیں۔

ہائی اسکول حطار کا نتیجہ

حطار (نمائندہ پریم ساگر) گورنمنٹ ہائی اسکول ٹھکرپور کا جماعت دہم کا نتیجہ ۸۵ فیصد رہا ہیڈ ماسٹر ملک محمد اسلم کی سرکردگی میں ۲۱ طلباء نے امتحان دیا جس میں ۱۸ طلباء کامیاب ہوئے اسکول کے ہونہار طالب علم عبدالرشید نے جماعت دہم سے ۸۵۰ نمبروں میں سے ۵۴۹ نمبر حاصل کر کے اسکول سے پہلی پوزیشن حاصل کی سابقہ روایات کی طرح اس سال بھی اسکول کا نتیجہ شاندار رہا اور علاقے کے لوگوں نے اساتذہ کی محنت اور پرنسپل کی لگن کی بہت تعریف کی۔

اسلامی جمعیت طلبہ کا اجلاس

چکوال (پ۔ر) اسلامی جمعیت طلبہ حلقہ عمر فاروق رضی چکوال کے تحت ایک فروٹ پارٹی ۱۱ جولائی کی شام کو البلال مسجد میں منعقد ہوئی زاہد حسین کی تلاوت کے بعد "سورۃ والعصر" کے موضوع پر منظر حسین نے درس قرآن دیا انہوں نے کہا کہ خسارہ ان لوگوں کا مقدر ہے جو اپنی زندگیاں قرآن و سنت کے منافی گذارتے ہیں کامیاب وہ نفوس ہیں جو ایمان محکم کے ساتھ نیک اعمال میں مصروف رہتے ہیں اور آزمائشوں پر صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں انہوں نے کارکنان جمعیت کو تلقین کی کہ بڑھتے ہوئے اندھیرے متقاضی ہیں کہ روشن چہرے روشنی مہیا کرنے کا عمل تیز تر کر دیں سوالات کے بعد ناظم حلقہ شاہد آزاد نے دعا کی۔

استعفوں کی غلط اور جھوٹی

تھی اب اس موقع پر ان افراد کے استعفوں کو دوبارہ اخباری زینت بنا کر پیش کرنا سیاسی بددیانتی کا ثبوت دیا گیا ہے چکوال پارٹی کے ریکارڈ میں مذکورہ افراد کے استعفیٰ ۳ ماہ قبل کے موجود ہیں انہوں نے کہا کہ اے این پی سامراج دشمن قومی جمہوری انقلاب کی داعی جماعت ہے اور افغان مسئلہ پر سامراج کے لئے سب سے بڑا مخالف پلیٹ فارم ہے انہوں نے کہا کہ اگر اے این پی نے ملکی حالات کے مطابق کچھ سیاسی سمجھوتے کئے ہیں تو اس کا مطلب یہ قطعاً نہیں کہ پارٹی کی نظریاتی اساس ختم ہو گئی ہے۔

صدمہ

کرسال (نمائندہ پریم ساگر) موضع کرسال کی معروف شخصیت چوہدری ڈاکٹر محمد اقبال کی اہلیہ جو گذشتہ روز چکوال میں بھون روڈ کے قریب ویگن کی ٹکر لگنے سے شدید زخمی ہو گئیں تھیں سی ایم ایچ راولپنڈی میں زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گئیں۔

بجلی کی منظوری پر شکریہ

ٹھگوال (نمائندہ پریم ساگر) مسلم لیگ چاولی کا ایک ہنگامی اجلاس مقامی ارکان کی درخواست پر منعقد ہوا اجلاس کی صدارت چوہدری محمد خان صدر پرائمری مسلم لیگ چاولی نے کی اجلاس میں فاروق لغاری مرکزی وزیر کا شکریہ ادا کیا گیا اور واپڈا کے حکام سے درخواست کی گئی کہ اس منصوبے پر فوری کارروائی عمل میں لائی جائے یاد رہے اس علاقے کے لئے یہ تیسری دفعہ بجلی کا منصوبہ منظور ہوا ہے جب کہ پہلے دو منظوریوں کا ابھی تک کوئی علم نہ ہو سکا کہ ان کا کیا ہوا۔

ہائی اسکول نور پور کی شاندار کارکردگی

بوچھال کلاں (نمائندہ پریم ساگر) امسال میٹرک کے سالانہ امتحان میں ہائی اسکول نور پور کے تین طلباء فہیم اسلم گل، زاہد احمد عباسی اور شوکت حسین نے بالترتیب راولپنڈی بورڈ جنرل گروپ میں پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کر کے اسکول کے نام کو چار چاند لگا دیئے فہیم اسلم گل نے ۷۱۳ نمبر، زاہد احمد عباسی نے ۶۹۴ نمبر اور شوکت حسین نے ۶۷۹ نمبر حاصل کئے گذشتہ سال بھی اسی اسکول کے طلباء نے راولپنڈی بورڈ جنرل گروپ میں پہلی اور دوسری پوزیشن حاصل کی تھی گورنمنٹ ہائی اسکول نور پور چکوال شہر سے ۴۵ کلومیٹر دور ایک پسماندہ علاقے میں واقع ہے اور اس کے بہت سے مسائل حل طلب ہیں چار دیواری ندارد، بلڈنگ بالکل ہی ناکافی، گراؤنڈ کا سرے سے وجود ہی نہیں اور ہال اور ہوسٹل کی اشد ضرورت ہے لیکن ان تمام مسائل کے باوجود گورنمنٹ ہائی اسکول نور پور نے تعلیمی میدان میں شاندار کامیابی حاصل کی یہ سب ہیڈ ماسٹر محمد صادق کی ذاتی محنت اور اساتذہ کرام کی ان تھک کوششوں کا ثمر ہے۔

مزاج

عبدالرؤف عروج

یک بیک اک سوال غور طلب
آدمی کے ضمیر سے اٹھا
کیوں ہماری سیاستوں کا مزاج
نفرتوں کے خمیر سے اٹھا

دین و دانش

صراطِ مستقیم

پروفیسر انور بیگ اعوان

القرآن

اور جب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے باہر مانگو یہ تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے اور تم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبر خدا کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعد نکاح کرو بے شک یہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ کا کام ہے۔

(الاحزاب: ۵۳) اے پیغمبر! جو چیز خدا نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو؟ کیا اس سے اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے (التحریم: ۱)

الحدیث

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر (بیہقی) ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہر گناہ بجز شرک کے اللہ تعالےٰ بخش دیتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کے گناہ کو نہیں بخشتا بلکہ اللہ تعالےٰ اس کی سزا دنیا ہی میں مرنے سے پہلے اس کو دے دیتا ہے (بیہقی)

نہج البلاغہ

تمہارے نفس کی آراستگی کے لئے یہی کافی ہے کہ جس چیز کو اوروں کے لئے ناپسند کرتے ہو اس سے خود بھی پرہیز کرو جوانمردوں کی طرح صبر کرے نہیں تو سادہ لوحوں کی طرح بھول بھال کر چپ ہوگا دنیا دھوکے باز نقصان رساں اور رواں دواں ہے اللہ نے اپنے دوستوں کے لئے اسے بطور ثواب پسند نہیں کیا اہل دنیا سواروں کے مانند ہیں کہ ابھی انہوں نے منزل کی ہی تھی کہ ہنکانے والے نے انہیں للکارا اور یہ چل دیئے۔

(حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

کلام خواجہ حافظ شیرازیؒ

نقش خوارزم و خیالِ لب جیحوں می بست
با ہزاراں گلہ از ملکِ سلیماں مے رفت
ند آنکس کہ چو او جان سخن کس نشناخت
من ہمے دیدم و از کالبدم جاں مے رفت
گفتم اکنوں سخن خوش کہ بگوید با ما
کاں شکر لہجۂ خوش گوئے سخنداں مے رفت

(ترجمہ) خوارزم کا نقش اور جیحوں کے کنارے کا خیال باندھتا تھا ہزاروں شکوؤں کے ساتھ سلیمان کے ملک سے جا رہا تھا وہ شخص جا رہا تھا جس کی طرح بات کی روح بات کی روح کو کسی نے نہ پہچانا میں یہ دیکھتا تھا اور میرے جسم سے جان جا رہی تھی میں نے کہا اب پیاری پیاری باتیں ہم سے کون کہے گا اس لئے کہ وہ شیریں لہجہ والا خوش گو ارسخنداں جا رہا تھا۔

ارشادات صوفیاء

عاقل کا اپنے عمل کو بے وقعت سمجھنا ہی کمال عمل ہے خوف الٰہی بندوں کے لئے ایک تازیانہ ہے جو بڑے بڑے گستاخوں کو راہ راست پر لے آتا ہے دولت کو مصیبت اور عزت کو راحت تصور کرنے والا ہی حقیقی فقیر ہوتا ہے اللہ کے نزدیک اولیا کا درجہ اتنا بلند ہے کہ ابلیس کی وہاں تک رسائی ممکن نہیں۔

(حضرت شیخ خیر نساجؒ)

پنجابی عارفانہ کلام

دل گھائل دلبر نوں کہیا توں سن جانی میرا
جے توں عیب ڈِٹھا اوچ ساڈے لتے دھریا پیر پرا
تینڈے نال نہیں کجھ مطلب سانوں شوق لوڑیدا تیرا
ہاشم رہگ قیامت توڑی سانوں ایہو دان بہتیرا

(ہاشم شاہؒ)

(ترجمہ) زخمی دل دلدار سے پوچھتا ہے اے جانِ جہاں بتلا تو سہی ہم میں کون سا عیب ہے جو تم نے ہم سے دور ٹھکانہ کر لیا تجھ سے ہمیں کوئی مطلب نہیں ہیں تو جاناں صرف تمہارا شوق درکار ہے ہاشم روز قیامت تک ہمیں تمہارا یہ توشہ کفایت کر لیگا

فکرِ اقبالؒ

پابندیٔ تقدیر کہ پابندیٔ احکام؟
یہ مسئلہ مشکل نہیں اے مردِ خرد مند
اک آن میں سو بار بدل جاتی ہے تقدیر
ہے اس کا مقلد ابھی ناخوش ابھی خورسند
تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
مومن فقط احکامِ الٰہی کا ہے پابند

ضلع چکوال کے آثارِ قدیمہ

پروفیسر انور بیگ اعوان

ضلع چکوال کے جو علاقے آجکل مقامی طور پر دھنی، جھنگڑ، کہون، ونہار اور اعوان کاری کے ناموں سے مشہور ہیں۔ ساتویں صدی عیسوی میں ریاست سنگھا پورہ یا سنہا پورہ کے حصے تھے۔

ریاست ٹیکسلا اس ریاست کی ہمسر تھی۔ مشہور چینی سیاح ہیون سانگ جب ۶۳۰ء میں ادھر سے گذرا تھا تو سنگھا پورہ (سنگ ہو پو لو) کی ریاست کا صدر مقام ٹیکسلا کے جنوب مشرق میں سات سو لی یا ۱۱۷ میل کے فاصلے پر واقع تھا اور اس کی حدود یوں تھیں۔

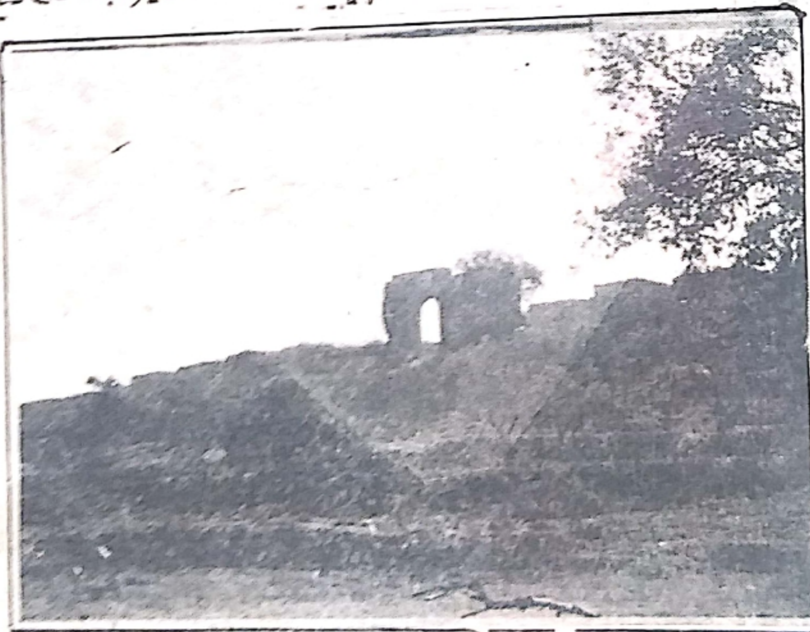
مغرب میں دریائے سندھ، شمال میں ٹیکسلا کی جنوبی حد جو کہ ۱۲۰ میل طویل تھی۔ جنوب میں دریائے جہلم اور طاکی کی شمالی سرحدیں بقول کننگھم اس ریاست کا تقریباً ۲۵۰ میل تھا۔ تاریخی کتابوں میں دیئے ہوئے نقشوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ دریائے سواں ان دونوں ریاستوں کے درمیان حدِ فاصل کا کام دیتا تھا۔ ہیون سانگ کے سفرنامہ کے مطابق سنگھا پورہ کے مقام پر بھی ایک بدھ یونیورسٹی تھی۔

جو علم و ادب کی اشاعت اور تہذیب و ثقافت کی ترویج میں ٹیکسلا سے کسی طور کم مرتبہ نہ تھی۔

سنگھا پورہ یونیورسٹی کا صحیح محل وقوع کا تعین متنازعہ ہے۔ جنرل کننگھم آرکیالوجیکل رپورٹ آف انڈیا میں لکھتا ہے کہ چوآ سیدن شاہ کے قریب وادی کہون کا ملوٹ نامی گاؤں ہیون سانگ کا سنگھا پورہ ہے۔ لیکن ڈاکٹر سٹین مذکورہ بالا خیال کی پرزور تردید کرتے ہوئے کہتا ہے۔ کہ وہ جگہ ملوٹ ہرگز نہیں ہو سکتی بلکہ چوآ سیدن شاہ کے قریب وادی گندھالہ میں مورتی نامی جگہ ہو سکتی ہے جہاں پر کہ اشوک کا (وفات ۲۳۲) کا بنایا ہوا ہے ایک سٹوپا تھا۔ یا موضع دلمیال کے قریب وہ جگہ ہو سکتی ہے۔ جہاں قدیم زمانے کے آثار "پنڈ" کے نام سے پائے جاتے ہیں بعض دوسرے شواہد کے مطابق سنگھا پورہ موجودہ کٹاس راج ہی کا دوسرا نام تھا

علاقہ زیرِ نظر کا کوئی تذکرہ اس وقت تک مکمل قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک خطیہ، کسک ملوٹ، سمرقند اور کٹاس راج جیسے اہم مقامات کا تفصیلی حوالہ نہ دیا جائے لیکن وقت کی تنگی کے باعث میں صرف کٹاس راج اور قلعہ ملوٹ کے مقدس میں اور تاریخی مقامات کے ذکر پر ہی اکتفا کروں گا۔

(۱) شری کٹاس راج: ہندو روایات کے مطابق کٹاس ابتدا ہی سے ایک متبرک جگہ ہے۔ مہابھارت جو مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے کی تصنیف ہے میں اس کا ذکر موجود ہے۔ خلاصۃ التواریخ از منشی سجان رائے بٹالوی میں درج ہے کہ چکھیالہ کے علاقے میں ایک جگہ کوٹ چھینہ ہے یہاں کی جھیل اتنی گہری ہے کہ کوئی آدمی اس کی گہرائی نہیں جانتا یہ قدیم ایام سے ایک پرستش گاہ تصور کی جا رہی ہے مقدس دنوں میں جب سورج برج حوت سے برج حمل میں داخل ہوتا ہے۔ تو ہندو لوگ گروہ در گروہ اس جگہ نہانے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ زمین کی دو آنکھیں ہیں۔ دائیں آنکھ تو اجمیر (بھارت) کے



قلعہ ملوٹ کے کھنڈرات

قریب پشکر کی جھیل ہے اور بائیں آنکھ یہ جھیل ہے۔ کٹاس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں تاریخ ضلع جہلم میں یہ بتایا گیا ہے کہ براہمنوں کی روایت کے مطابق جب شو دیوتا کی بیوی ستی مرگئی تو اسے انمنا دکھ ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی جاری ہوگئی اور ان سے دو متبرک تالاب معرض وجود میں آگئے ایک اجمیر کا پشکر اور دوسرا کٹاکش۔ شل سنسکرت میں اس کا مطلب آنسوؤں کی لڑری ہے کثرت استعمال سے یہی لفظ بعد میں کٹاس بن گیا۔

پنڈت موہن لعل جو نومبر ۱۹۸۳ء میں یاتریوں کے ایک وفد کے ہمراہ یہاں آئے تھے، کے بقول کٹاس راج کا اصل نام "سے ٹیکشن راج" تھا۔ اس لفظ کے معنی "ناگوں کا بادشاہ" ہے۔ اس کا تعلق بھگوان شنکر یا شوجی مہاراج سے ہے۔ یہ علاقہ پہلے بھی اور آج بھی سانپوں (ناگوں) کا مسکن ہے سناتن دھرمی ہندوؤں کا اعتقاد ہے کہ بھگوان کہ بھگوان شنکر کا ظہور اسی جگہ سے ہوا تھا یوں ان کی جائے ظہور سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا جس سے امرت بہنے لگا چونکہ بھگوان شنکر سانپوں کا بادشاہ ہے۔ اسی لیئے کٹاس راج کی جھیل سانپوں سے بھری پڑی ہے لیکن انہوں نے شاذ و نادر ہی کسی انسان کو ضرر پہنچایا ہے۔

بموجب پنڈت موصوف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پانڈوؤں کے بڑے بھائی یدھشٹر نے یکش سے تمثل سوال و جواب یہیں منعقد کی تھی۔ جس کا مفصل ذکر عظیم رزمیہ مہابھارت میں موجود ہے یہ بھی مسلمہ ہے کہ بن باس کے آخری دنوں میں پانڈو برادران یہاں تشریف لائے تھے اس وقت اس جھیل کا نام غالباً دوتیہ تھا

۲۔ قلعہ ملوٹ :- ملوٹ کٹاس سے ۵ میل مغرب میں اور کلہر کہار سے بھی تقریباً اتنے ہی فاصلے پر جنوب میں



کٹاس جو کسی زمانے میں سنسکرت کی یونیورسٹی ہوا کرتی تھی

سلسلہ کوہستان نمک میں واقع ہے وہاں ایک پہاڑی کی چوٹی پر ایک قدیم قلعہ کے آثار دیکھے جا سکتے ہیں۔ جس کی بلندی سطح سمندر سے تقریباً تین ہزار فٹ ہے۔ اس قلعہ کا طول مشرق سے مغرب کو دو ہزار فٹ اور عرض شمال سے جنوب ڈیڑھ ہزار فٹ ہے بجانب جنوب اندرکوٹ ایک بلند سطح پر واقع ہے۔ جس کی لمبائی بارہ سو فٹ اور چوڑائی پانچ سو فٹ ہے۔ جنوبی سمت میں واقع ایک ٹیکری پر بھی عمارتوں کے آثار اور کھنڈرات قلعہ سے دو ہزار فٹ دور تک موجود ہے۔

مشہور آثار شناس جنرل کننگھم کے اندازے کے مطابق قصبہ ملوٹ اور ملوٹ کا قلعہ اپنے زمانہ عروج میں اڑھائی میل کے گھیرے میں بسے ہوئے تھے۔

مقامی روایات کے مطابق ملوٹ کو ابتداء میں ممرود، سترود یا نامرود بھی کہا جاتا تھا۔ جنرل ایبٹ اس کا نام شاہ گڑھ یا شاہی گڑھ بتاتا ہے۔ لیکن جنجوعہ روایات کے مطابق اس مقام اور قلعہ کا نام راجگڑھ تھا۔

جہاں تک ملوٹ کی وجہ تسمیہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں ایک اساطیری روایت کے مطابق جنجوعہ راجپوتوں کے ایک مورث اعلیٰ جس کا نام مل دیو یا ملو تھا۔ کی نسبت سے اس کا نام ملوٹ پڑا لیکن تاریخ راجپوتاں کے مصنف کے مطابق مسلم سلاطین ملک کا خطاب اس راجا کو دیتے ہیں جو ان کی بالا دستی کو قبول کر لیتا تھا اور وہ تقریباً خود مختار ہوتا تھا۔ اندریں حالات ملک کی راجدھانی کو ملک کوٹ، مل کوٹ یا ملوٹ کہا جاتا تھا۔ اس بیان کی تائید تزک بابری سے بھی ہو رہی ہے۔ گدھوک راجپوتوں کی ایک قلمی تحریر کے مطابق اس قلعہ کی تعمیر کا سن ۹۸۰ء ہے اس قلعہ تک پہنچنے کا راستہ بڑا دشوار گذار

باقی صفحہ ۱۳

اداریہ

یہ کب تک؟

چکوال اور تلہ گنگ سالہا سال اپنے ضلعی ہیڈ کوارٹر کی پسماندہ اور دور افتادہ تحصیلیں رہ چکی ہیں دورافتادگی کے باعث مقامی انتظامیہ میں جو خرابی ممکن تھی وہ اپنی آخری حدود دکھینچی ہوئی تھی دوسرے لفظوں میں مقامی انتظامیہ بدانتظامی اور رشوت ستانی میں اپنا ایک ریکارڈ قائم کر چکی تھی اس کے نتیجے میں پسے ہوئے عوام اپنی آواز بلند کرنا توکجا" اف "کرنے کو بھی گناہ تصور کرنے لگے اور ان کی یہ سوچ عقیدہ کی حد تک پختہ ہو چلی تھی کہ حاکم لوگ بادشاہ لوگ ہوتے ہیں اپنی عوام کے ساتھ جو سلوک چاہیں کر سکتے ہیں یہ ان کا پیدائشی حق ہے اسی سوچ کا نتیجہ تھا کہ علاقائی سیاست نے اپنا ایک مخصوص انداز اختیار کر لیا تھا جس کا کوئی توڑ نہ تھا سوائے اس کے کہ عوامی شعور کی کرن پھوٹ نکلے اور اس اندھیرے میں پرورش پانے والی سازشوں اور استحصال پسندی کو بے نقاب کر دے دوسری ضرورت یہاں کی یہ تھی کہ اس علاقے میں ضلعی انتظامیہ قریب تر ہو تاکہ دوسرے، تیسرے درجے کی انتظامیہ کو اپنی نگاہ میں رکھے اور لوگ اپنی شکایات اس تک آسانی سے پہنچا سکیں ضلع بننے کے بعد یہ ضرورت بھی پوری ہوئی ۔

ضلع بن گیا اور لوگوں میں بیدار کی کرن بھی پھوٹی لیکن وہ روایتی رشوت اور استحصال پسندی کا زور ایک بار مدھم پڑا لیکن پھر اسی رفتار کو پہنچ گیا جو کہ ضلع بننے سے پہلے تھا بلکہ بعض افسران کی کوشش اس نئے ضلع میں پہنچنے لگے کہ نیا ضلع ہے مواقع کافی ہیں اور نئی ڈویلپمنٹ میں ذرائع لامحدود، لہٰذا پہنچ والے یہاں پہنچ گئے اور ان چار سالوں میں جو تماشا دیکھا جا رہا ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے ایسا لگتا ہے سمندر پار کے حکمراں لوگ ابھی واپس نہیں گئے صرف ان کے انداز میں کچھ تبدیلی آئی ہے لیکن لوٹ کھسوٹ میں پہلے سے بڑھ کر اضافہ ہوا ہے رشوت دینا اور لینا ضرورت بن چکی ہے ۔

اگرد وپیش

ربوّ ماچھی کے تازہ انکشافات

چکوال نامہ

میں پچھلے دو تین شماروں کے لئے باقاعدگی سے لکھ رہا ہوں لیکن ہفت روزہ پریم ساگر کے پبلشر اور چیف ایڈیٹر سرفراز خان نے میری ڈیوٹی صرف اسلام آباد کی حد تک محدود کر رکھی ہے بلکہ مجھے تو فیض آباد کراس کرنے کی بھی اجازت نہیں لیکن صرف یہ مضمون اور ایک انٹرویو کرنے کی انہوں نے مجھے خصوصی طور پر اجازت دی آج کل تو اسلام آباد میں رہائش پذیر ہوں لیکن میرا خمیر چونکہ چکوال کی مٹی سے ہے اور پھر میں نے اپنی زندگی کے ٢٥ سال بھی تو چکوال گذارے ہیں دوستی، رشتہ داری سب وہاں ہی ہے اس لئے عید پر چکوال جانا ہی پڑتا ہے اس دفعہ بھی عید چکوال گذاری مختلف دوستوں سے ملاقات ہوئی مختلف پارٹیوں کے لیڈروں سے بھی ملاقات ہوئی انتظامیہ کے افسران سے ملاقات ہوئی چوروں، ڈاکوؤں، قاتلوں سے ملاقات ہوئی حتیٰ کہ علمائے کرام کی صحبت میں بھی بیٹھنے کا اتفاق ہوا سیاسی لیڈروں میں سے چوہدری لیاقت علی خان کا انٹرویو بھی جو اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیے گا۔ انتظامیہ میں ڈپٹی کمشنر ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی اور قائم مقام ایس پی چوہدری سلیم اصغر سے ملاقات ہوئی حوالات میں رب نواز عرف ربو ماچھی کا انٹرویو کرنے گیا وہاں مختلف نوعیت کے کیسوں میں پھنسے ہوئے قیدیوں سے ملاقات ہوئی ہر ایک کی ملاقات کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا تھا چوہدری لیاقت علی خان ایم پی اے میرے کلاس فیلو بلکہ بنچ فیلو تھے کیونکہ ہم نے ایک ہی بنچ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی اور میرے گہرے دوست ہیں اللہ تعالےٰ انہیں عزت دے اور وہ اپنی محنت سے آج اس مقام تک پہنچے کہ آج وزیر اعلیٰ پنجاب نے انہیں گھر سے بلا کر پارلیمانی سیکریٹری برائے لائیوسٹاک کا عہدہ بخشا میں نے یہ خبر اخبار میں اسلام آباد میں ہی پڑھ لی تھی بلکہ مبارک کا خط بھی لکھ دیا تھا لیکن چکوال پہنچ کر اپنی پرانی دوستی کا حق ادا کرنے پریم ساگر کے چیف ایڈیٹر سرفراز خان کے ساتھ ان کے گھر بھی پہنچ گیا مبارک باد اور رسمی علیک سلیک کے بعد میں نے لیاقت علی خان سے دوسرے دن پریم ساگر کے لئے انٹرویو کا ٹائم بھی لے لیا انٹرویو کی کہانی ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے علاوہ ربو ماچھی کا عرصۂ دراز سے سن رہے تھے کہ اس نام کا قاتل پورے ضلع میں مشہور ہو چکا ہے اور اب چونکہ اس کی گرفتاری ہوئی تو چکوال کے ایس پی پولیس سے جا کر ملا تاکہ ربو ماچھی کی گرفتاری کا پورا ڈرامہ پتہ چل سکے چوہدری سلیم اصغر نے اس کی پوری گرفتاری کا حال ایک ایک لفظ کر کے بتایا اور تفتیش کے متعلق روشنی ڈالی انہوں نے بتایا کہ ملزم نے اقبال جرم کر لیا ہے اور اس سے اسلحہ بھی برآمد ہو گیا ہے انہوں نے اپنی کوششوں کا بھی ذکر کیا جو انہوں نے ربو ماچھی کو گرفتار کرنے کے لئے کی تھیں اس کیس پر اب میں زیادہ کچھ نہیں لکھنا چاہتا کیونکہ روزنامہ اخباروں میں کافی کچھ چھپ چکا ہے بلکہ چکوال کے ایک ہفت روزے میں انٹرویو بھی آ چکا ہے لیکن اٹھتے وقت میں نے ایس پی چکوال سے ربو ماچھی کی ملاقات کرنے کی اجازت لے لی اور انہوں نے مجھے بخوشی اجازت دے دی ربو ماچھی چونکہ ابھی جسمانی ریمانڈ پر تھا اس لئے کافی حفاظت اور اسپیشل گارڈ کی موجودگی میں اس کو بند کیا ہوا تھا اس سے جب اس کی گرفتاری کا حال پوچھا تو وہ بالکل مختلف تھا نہ تو اس کے بیان ایس پی کی باتوں سے ملتے تھے اور نہ ہی اس انٹرویو کے ساتھ جو انٹرویو اس سے منسوب چکوال کے ہفت روزہ میں چھپا تھا اس نے بتایا کہ میں سویا ہوا تھا تو گرفتار ہوا ہم چار ساتھی وہاں پہنچے تین شام کو چلے گئے اور میں وہاں ہی سو گیا لیکن مخبری کرنے والوں کو یہ اندازہ تھا کہ ہم چاروں اسی ڈیرے پر ہیں۔

ربو ماچھی نے بتایا وہ میر ظفر عباس کے ڈیرے سے اس کے دشمنوں کی اطلاع پر گرفتار ہوئے میر ظفر عباس کی اپنے علاقے میں دشمنی ہے وہ ایک خیر پسند شخص ہے اس نے پہلے ایک دفعہ اپنے دشمنوں کے ڈیرے پر چھاپہ مروایا تھا اس کی وجہ سے اس نے ہماری مخبری کی انہوں نے شام کے وقت ہم چاروں کو وہاں آتے دیکھا تو انہوں نے پولیس کو اطلاع کر دی رات کو سی آئی اے نے چھاپہ مار کر گرفتار کر لیا باقی تین آدمیوں کی قسمت اچھی تھی کہ وہ بچ گئے میں بھی شام کے وقت ان کی کار میں بیٹھ کر دوبارہ اتر آیا کہ چلو رات یہاں ہی قیام کرتا ہوں اور رات کے وقت گرفتار ہو گیا ہم ١٨ تاریخ شام کے وقت وہاں پہنچے اور ١٩ تاریخ کو گرفتار ہو گئے میرے جرائم کا کسی کو نہیں پتہ تھا کہ میں نے اتنا کچھ کیا ہوا ہے نہ ظفر عباس کو پتہ تھا نہ اس کے دشمنوں کو اور نہ پولیس کو، پولیس کو صرف اس وقت پتہ چلا جب میں تھانے پہنچا اور وہاں انہوں نے اشتہاری ملزموں میں میرا فوٹو دیکھا تو ان کو پتہ چلا کہ میں ربو ماچھی ہوں اور میں نے کچھ کیا ہوا ہے پہلی مخبری الو بھٹی کے متعلق ہوئی تھی۔

چوہدری سلیم اصغر نے بتایا میں نے ربو کو ڈھونڈنے کے لئے کئی چکر سرگودھا کے لگائے اور ہم نے سرگودھا پولیس کو چوکس کیا ہوا تھا ربو کے متعلق بتاتے ہوئے انہوں نے کہا پہلا قتل اس نے ١٩٨٢ء میں سلیم کو کیا اس کے بعد سلیم کے بھائی رشید کو قتل کیا اس کے بعد ان کے دو نوکر قتل کئے دو راہ گیر قتل ہوئے اور حال ہی میں ارشد عرف اچھو کو قتل کیا سانگ اور منگوال میں بینک ڈکیتی کی اس میں ایک اور ملزم رب نواز ولد اللہ داد موضع منگوال اور سجاد عرف ساجد آف حافظ آباد بھی اس کے ساتھ تھے اودھروال ڈھوک دھمن اور میاں میر کے لوگوں سے موٹر سائیکل چھین لئے انہوں نے کہا کہ ملزم میٹرک پاس ہے سابقہ فوجی ہے انڈیا میں دو سال قید بھی رہا قتل کے بعد علاقہ غیر میں چلا جاتا تھا لیکن وہاں پناہ دینے والے ان سے رقم بہت زیادہ طلب کرتے تھے اس لئے پھر واپس آ گیا اس کے بعد فیض چھٹہ کے پاس رہائش رکھ لی جو کہ پیرودا کوٹ نزد حافظ آباد کا رہنے والا تھا باغاں والا سے راجہ شیر دل کے بیٹے شمشیر کے ساتھ دوستی ہو گئی وہ بد قماش

پنجاب کا مارشل علاقہ

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد اسلم

برطانوی راج کی آخری دہائی میں ایک منگر گرمی زوروں پر تھی ریل گاڑی لاہور اسٹیشن پر رکی تو ایک میم یعنی انگریز عورت گاڑی کے درجہ اول کے ڈبے میں سوار ہونے کیلئے چڑھی جونہی وہ اندر داخل ہوئی اس نے ایک بزرگ عمر کی دیسی خاتون کو پہلے سے ایک سیٹ پر بیٹھے پایا میم کو دیسی خاتون کو درجہ اول کے ڈبے میں سفر کرتے دیکھ کر ناگوار گذرا اس نے فوراً ریلوے گارڈ کو بلایا اور تحکمانہ انداز سے پوچھا کہ ایک دیسی خاتون اس ڈبے میں کیوں سوار ہے جس میں ایک انگریز عورت نے سفر کرنا تھا اور ساتھ ہی رعب سے یہ بھی بتایا کہ وہ ایک کرنل کی بیوی ہے بزرگ خاتون میم کی ناراضگی کی وجہ سمجھ چکی تھیں انہوں نے ریلوے گارڈ سے کہا کہ میم اس لئے برہم ہے کہ وہ ایک کرنل کی بیوی ہے . اسے میری طرف سے سمجھاؤ کہ اس بات پر اتنا گمان نہ کرے اور آپے سے باہر نہ ہو کیوں کہ میں چار کرنلوں کی ماں ہوں ۔

ان بزرگ خاتون کے چار کرنل بیٹے جو اس وقت فوج میں خدمات سرانجام دے رہے تھے وہ اکبر، افتخار، انور اور ظفر تھے اکبر پاکستان کا سب سے سینئر جرنیل بنا تو افتخار ملک کا سب سے زیادہ ذہین اور قابل جرنیل مانا گیا اور انور پاکستان کا پہلا انجینئر ان چیف بنا، جنرل افتخار پاکستان بننے کے چند سال بعد ایک فضائی حادثے میں ہلاک ہو گئے ان کے دو اور بھائی یوسف اور افضل بریگیڈیئر کے عہدے تک پہنچے ان بزرگ خاتون کے یہ ہونہار بیٹے جو پاکستان فوج کے اتنے بڑے عہدوں تک پہنچے سرزمین چکوال کے سپوت تھے جو پنجاب کے مارشل یعنی عسکری علاقہ، کا مرکزی ضلع ہے ۔

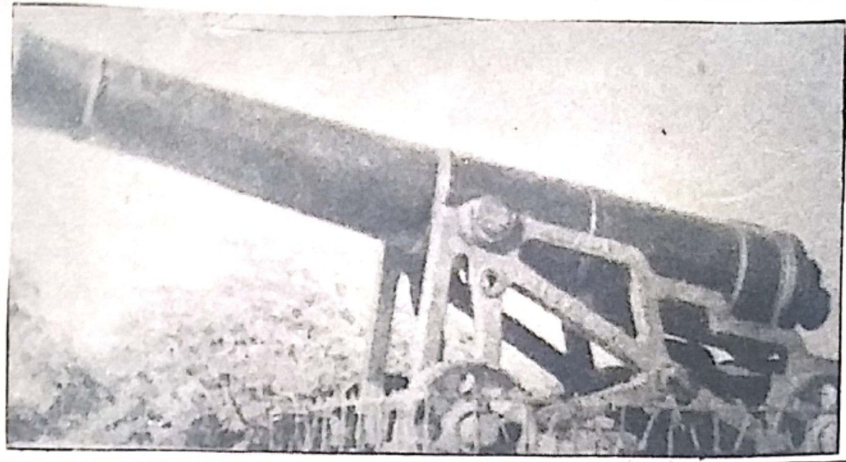
اتنے بھائیوں کا اتنے اعلیٰ فوجی مرتبوں تک پہنچنا شاید واحد مثال ہو لیکن اتنا انوکھا واقعہ اس لئے نہیں کہ اس مخصوص علاقے کے بے شمار اور بھی گھرانے ہیں جنہوں نے اگر اتنے اعلیٰ عہدوں تک پہنچنے والے سپوت پیدا نہیں کئے تو نچلے عہدوں والے اور عام سپاہی ضرور پیدا کئے ہوں گے جن کی تعداد ان کے برابر ہو اسی حوالے سے اس عسکری خطے میں کئی ایسے گاؤں ہیں جنہوں نے فوجی روایات

> **بزرگ خاتون نے انگریز میم کو گارڈ کے ذریعے کہا وہ زیادہ برہم نہ ہو۔ اگر وہ ایک کرنل کی بیوی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں چار کرنیلوں کی ماں ہوں**

قائم کرنے میں ریکارڈ قائم کئے ہیں چکوال سے بیس میل جنوب میں علاقہ کہون کا مشہور گاؤں دلمیال واقع ہے اسی گاؤں میں جنگ عظیم اول کے بعد ہر گھر میں ایک کرچ یعنی Silladars موجود تھی کرچ اس زمانے میں وی سی او یعنی وائسرائے کمشنڈ آفیسر کو ملتی تھی گویا اس وقت ہر گھر میں ایک وی سی او یعنی جمعدار صوبیدار یا رسالدار موجود تھا شاہی کمشن King Commission اس وقت ملک ہندوستان کے فوجیوں کی رسائی سے باہر تھا دلمیال گاؤں کو اس کے فوجیوں کی خدمات کے صلے میں پہلی جنگِ عظیم کے بعد ایک توپ انعام کے طور پر دی گئی جو آج بھی گاؤں کے تالاب کے کنارے لگی ہوئی ہے اب تو دلمیال کے ہر گھر میں کئی کئی افسر جونیئر کمشنڈ افسر اور نان کمشنڈ افسر اور سپاہی موجود ہیں ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ سے پہلے اس ایک گاؤں میں ایک سو سے زیادہ کمشنڈ افسر تھے توپ خانے کے سب سے سینئر افسر میجر حبیب اللہ بھی دلمیال کے ہیں ۔

اس خطے کے لوگوں کی فوجی خدمات صرف آرمی تک محدود نہیں بلکہ ہوائی اور بحری فوج میں پوری پوری نمائندگی ہے پاکستان بننے پر پاکستان ایئر فورس کے سب سے سینئر افسر ایئر کموڈور ایم. کے جنجوعہ ملوٹ کے تھے جو چکوال سے کوئی ۲۵ میل جنوب کوہستانِ نمک کی چوٹی پر واقع ہے جہاں تاریخی قلعہ راج گڑھ واقع ہے اور جو کسی زمانے میں جنجوعوں کی راجدھانی ہوتا تھا اسی طرح پاکستان ایئر فورس کے دوسرے نمبر کے سب سے سینئر افسر جو کہ ہوائی فوج کے دوسرے کمانڈر انچیف رہے ہیں ایئر مارشل نور خان ضلع چکوال کے علاقہ تلہ گنگ سے تعلق رکھتے ہیں اسی طرح پاکستان کی بحریہ میں بھی ان لوگوں کی کافی نمائندگی ہے بحریہ کے ایک چیف گجرات کے تھے اور ایک دوسرے جہلم کے ۔

علاقہ اور معیشت :- پاکستان کا یہ روایتی عسکری خطہ اٹک، راولپنڈی، چکوال، جہلم کے مکمل اضلاع اور گجرات، خوشاب، میانوالی کے ملحقہ بارانی علاقوں پر مشتمل ہے کوہستان نمک کے جنوب میں واقع میدانی علاقے کو چھوڑ کر باقی



یہ وہ توپ ہے جو دوالمیال میں نصب ہے۔

تقریباً سارا حصہ سطح مرتفع پر واقع ہے جس کے دونوں اطراف یعنی مشرق و مغرب سے دریائے جہلم اور سندھ گذرتے ہیں سطح مرتفع کا سارا حصہ چونکہ دونوں دریاؤں کی سطح سے اونچا ہے اور بہت کٹا پھٹا ہے اس لئے آبپاشی تقریباً ناممکن ہے پہاڑیوں سے جنگل اور درخت ختم ہو چکے ہیں جس کی بنا پر قیمتی مٹی بہہ چکی ہے اور پہاڑوں کی زمین پر پتھر نکل آئے ہیں اور میدانی حصہ پر کھائیاں بن چکی ہیں پانی کی سطح گر کر نیچے زیر زمین چلی گئی ہے اکثر جگہوں پر چشمے اور کنوئیں خشک ہو گئے ہیں یا ان میں پانی کی سطح اور مقدار بہت کم ہو گئی ہے صرف دریائے سواں کے کنارے زمین کے چھوٹے چھوٹے ہموار ٹکڑے ملتے ہیں جو پانی کے قریب ہیں لیکن ان تک پانی پہنچانا غریب لوگوں کے بس میں نہیں اور حکومتی اداروں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ سے پہلے صرف دوالمیال گاؤں کے ایک سو سے زائد کمیشنڈ افسر تھے۔

کوہستان نمک سے جنوب میں واقع ہموار اور زرخیز زمین شور زدہ ہو کے تباہ ہو چکی ہے بارش کا پانی جب پہاڑ کی جنوبی ڈھلوانوں سے نیچے گرتا ہے تو نمک کی ایک بڑی پٹی سے گذرتا ہوا نمکین ہو کے راستے میں آنے والی زمین کو شور زدہ کر دیتا ہے زمین کی زرخیزی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خوشاب سے شمال میں واقع کٹھہ کو میٹھا پانی ملتا ہے تو وہاں سارا سال اتنے ٹماٹر لگتے ہیں کہ پورے پاکستان کو سپلائی کئے جاتے ہیں لیکن کوہستانِ نمک

ذرائع روزگار نہ ہونے کے برابر ہیں۔ لوگ گھر سے دور دراز شہروں میں تلاش روزگار کیلئے مارے مارے پھرتے ہیں۔

کے جنوب میں بیشمار زمین شور زدہ ہو کے بے کار ہو چکی ہے ایک تو ہموار زمین کم ہے پھر کٹاؤ اور شور زدہ ہونے سے زراعت بے فائدہ ہوتی جا رہی ہے جہاں زراعت ہوتی ہے ملکیت کم ہونے کی وجہ سے اس کے ذرائع بھی بہت پرانے ہیں آبپاشی کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے بارش پر انحصار کرنا پڑتا ہے موسمیات میں تبدیلی آنے کی بناء پر یا تو زمین میں بیجائی کے وقت وتر نہیں ہوتا یا فصل لگنے کے بعد وقت پر بارش نہ ہونے سے پیداوار بہت کم رہ جاتی ہے اکثر لوگ گھر سے نکل کر دور دراز شہروں میں روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔

اس خطے میں صنعتی ترقی بھی نہ ہونے کے برابر ہے اگرچہ کوہستان نمک میں نمک کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن صرف کھیوڑہ میں ایک بڑی کان موجود ہے ان پہاڑیوں میں کوئلہ بھی موجود ہے جو زیادہ عمدہ قسم کا نہیں کیوں کہ اس میں گندھک کا عنصر زیادہ ہے اور تپش بھی ذرا کم ہے لیکن نہ تو یہاں کوئلے کے ذخیرے کا سائنسی بنیادوں پر اندازہ لگایا گیا ہے اور نہ نکالنے کے طریقہ میں ترقی ہوئی ہے کوئلے کی ترسیل اور دیہی عوام کی سہولت کے لئے چھٹے پانچ سالہ منصوبے میں تین سڑکوں کی منظوری ہوئی تھی لیکن ان میں سے ایک پر بھی کام شروع نہیں کیا گیا یہ سڑکیں ضلع چکوال میں مصطفےٰ آباد سے کردلی تک، ضلع خوشاب میں کٹھہ سے نلی تک اور اضلاع جہلم و چکوال میں رتوچھہ سے غریب وال تک جاتی تھیں پچھلے چالیس سال میں اس سارے خطے میں دو تین سیمنٹ کی فیکٹریاں قائم ہوئی ہیں اگرچہ صنعتی ترقی کیلئے یہاں پر توانائی، خام مال، معدنیات اور افرادی قوت جیسی بنیادی ضروری چیزیں افراط سے موجود ہیں۔

کوہستان نمک کے دامن میں ایک ریلوے لائن ہرن پور سے میانوالی تک جاتی ہے جو پنڈ دادن خان، خوشاب اور بندیال سے گذرتی ہے اس لائن سے چھوٹی پٹڑی کی کئی شاخیں مثلاً ہرن پور سے غریب وال اور چنوالا، گولپور سے چٹی دند، ڈھاک سے نور پور کے جنوب تک اور بندیال سے واڑچھہ تک نکلتی تھیں ان چھوٹی لائنوں کے ذریعے ہندو کالری مالکان کوئلہ کی ترسیل کرتے دراصل پہلے پہل انگریزوں نے یہ پٹڑیاں بچھا کر کوئلے کو کالری سے بڑی لائن تک پہنچانے کا بندوبست کیا بعد میں ہندو ٹھیکیداروں نے یہ لائنیں

یہ علاقہ زراعت اور صنعت دونوں میں پسماندہ رکھا گیا

انگریزوں سے خریدلیں کوئلے میں چونکہ گندھک زیادہ ہے اس لئے اسے ملکوال لے جا کے کوئلہ صاف کرنے کے پلانٹ کے ذریعے گندھک نکال لی جاتی اور صاف کوئلہ ریلوے انجنوں میں استعمال ہوتا بعد میں جب ہندوستان کے دوسرے حصوں سے کوئلہ نکل آیا تو کوہستان نمک کے کوئلے کی قدر و قیمت گھٹ گئی۔

تیل کی دریافت بھی آزادی سے بہت پہلے ہو چکی تھی کھوڑ، بلکسر (چکوال کے نزدیک) تیل نکالنے کے کنوئیں

باقی صفحہ: ۳۴

اسلام آباد کا موسم

ڈی۔ ایم۔ منہاس

پاکستان کے سرسبز شاداب اور خوبصورت دارالحکومت اسلام آباد میں گزشتہ دو ماہ کے دوران شدید موسمی اور سیاسی گرمی جوبن پر رہی جس کی زد میں ایئرکنڈیشنڈ ایوانوں کے خوش قسمت خواص کے علاوہ ملک بھر کے عوام بھی آئے مون سون کی آمد کے ساتھ رحمت ایزدی سے لوگوں نے سکون کا سانس لیا ہے یقیناً گزشتہ تین سالوں کی ریکارڈ توڑ موسمی اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ششماہی سیاسی موسم کی شدید ترین گرمی تھی جس سے اسلام آباد دوچار رہا۔

مرکز میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت بننے کے بعد ہر روز اخبارات کا مطالعہ کرنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آج کا دن ہی اس پارٹی کا آخری حکومتی دن ہے کئی پراپیگنڈہ توپوں کے دہانے اس پارٹی کی حکومت کے خلاف کھول دیئے گئے ہر روز سیاسی مجوے اخبارات کی زینت بنتے رہے جیسا کہ چند "گناہ گاروں کا ٹولہ" مستقبل قریب میں ارض پاکستان کو تباہی سے دوچار کردے گا اور اس "ٹولے" کی سربراہ بینظیر صاحبہ ملک کو سیاسی، سماجی اور معاشی تباہی کے کنارے پہنچانے والی ہیں۔

اخبارات کے مطالعہ سے ایسا لگتا تھا جیسے آج ہی کا دِن پیپلز پارٹی کی حکومت کا آخری دِن ہے۔

پیارے قارئین یہ فتوے فروش جانے پہچانے ہیں بجٹ کی آمد کے ساتھ ساتھ بجٹ سازی کے بارے میں عوام کو باور کروانے کی کوششیں کی گئیں کہ ڈاکٹر محبوب الحق کے علاوہ دس کروڑ ذی ہوش انسانوں کے اس ملک میں کوئی معاشیات دان بجٹ نہیں بنا پائے گا مزید برآں کہ پانچ ماہ کے اندر ہی پاکستان پیپلز پارٹی کے "گناہ گاروں" نے بقول ان کے، ملک کو معاشی تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے لیکن پاکستان کے جمہوریت دوست اور باشعور عوام اس عجیب منطق کی اصلیت کو جانتے تھے پاکستانی عوام گیارہ سالہ بدترین آمریت کے ظالمانہ کچوکے دیکھ اور سہہ چکے تھے اور بخوبی جانتے تھے کہ آمر مطلق اور اس کے

محاذ آرائی پیدا کی گئی تاکہ پارٹی ابتدا ہی میں بحرانوں میں گھر کر تعمیری کام کرنے کے بجائے اپنے بچاؤ کی جنگ لڑنے تک محدود ہو جائے۔

صالح ساتھیوں نے پاکستانی معیشت تو کیا ہر ادارے (Institution) کو تباہ کرکے رکھ دیا تھا اس کے باوجود درباری مفاد پرستوں نے دھاندلی کے انبار لگا دیئے اس پیارے وطن کو ہڈیوں کا نحیف ڈھانچہ بنا کر رکھ دیا "پنجاب بمقابلہ مرکز" محاذ آرائی پیدا کی گئی تاکہ پاکستان پیپلز پارٹی شروعات میں ہی بحرانوں میں گھر کر بجائے تعمیری کام کرنے کے اپنی Survival کی جنگ لڑنے تک محدود ہو جائے اور پھر کسی طالع آزما کو کان لال کرنے کا اشارہ دے کر "گستاخ چہرے" کا تیا پانچا کرنے کی دعوت دی جائے اور مفاد پرستی کیلئے سپیروں کے درست بیعت ہو جائیں

پنجاب اور مرکز کی ارادی طور پر پیدا شدہ محاذ آرائی کے ساتھ ہی پاکستان پیپلز پارٹی کی حلیف جماعت ایم کیو ایم کو بدظن کرکے اور غیر حقیقی اور ناقابل عمل وعدے وعید کرکے بجٹ سازی میں پارٹی کے خلاف صف آراء کرنے کی کوششیں کی گئیں خدا بھلا کرے ایم کیو ایم کی ہوشمند قیادت کا کہ وہ اس صورتحال کی نزاکت اور ممکنہ نتائج کو بھانپ گئے اور صالحین کا ساتھ نہیں دیا ورنہ اس ملک میں ANARCHY آ ہی آجاتی ملک کے عوام اور خصوصاً اسلامی جمہوری اتحاد کے سنجیدہ حلقے اس صورت حال سے ناخوش اور فکرمند تھے سدا خوش رہیں نوابزادہ نصراللہ خان اپنے بلے سیاسی تجربے کے ساتھ ساتھ بزرگی کے تاؤ میں آکر یہ کہہ دیتے No More Please اور اسی کے ساتھ سیاسی پریشر ککر کے اندرونی ہڈیوں کی گڑگڑاہٹ کم پڑ جاتی۔

قومی اسمبلی میں حکومت کا ۹۰-۱۹۸۹ کا سالانہ بجٹ پیش ہونے سے چند روز پہلے متوقع "ظالمانہ بجٹ" پر عوامی تحریک چلانے کی تیاریاں اپنے جوبن پر پہنچیں قومی اسمبلی میں اسلامی جمہوری اتحاد کے چند سنجیدہ اور پرمغز اکابرین کے علاوہ محترم اپوزیشن لیڈران کرام خصوصاً مولانا فضل الرحمان

پراپیگنڈہ توپوں کے دہانے اس پارٹی کی حکومت کے خلاف کھول دیئے گئے

بہت فکرمند تھے کہ کیا ملک میں نوزائیدہ جمہوریت ایسی تحریک کی متحمل ہو سکتی ہے درحقیقت ذاتیات اور مفاد پرستی کے اس کھیل کے نتائج سے

وہ بخوبی واقف تھے۔ بلی کے تھیلے میں سے برآمد ہونے سے پہلے ہی اس کے ""رنگ روپ"" کے بارے میں نتائج اخذ کرنے کا مطلب ""بغض یاراں"" کے علاوہ کچھ نہ تھا احسان الحق پراچہ وزیر مملکت برائے خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران چند سیاسی فقہا کے غمزدہ چہرے ماہرانہ میک اپ اور ایکٹنگ کے باوجود حسرتوں کی ناکامی کی تصویر بنے ہوئے تھے جن کا مشاہدہ پاکستانی عوام نے ٹیلیویژن پر کیا۔ بجٹ تقریر کے دوران جناب پراچہ صاحب اعصاب شکن لمحات سے کئی گلاس پانی پی کر پسینے سے شرابور ہو کر سرخرو ہوئے اُن کے لیے راولپنڈی چیمبر آف کامرس کی روایتی تقریر نہ تھی۔ جو وہ حالیہ میں بحو رصدر چیمبر ز میں کرتے تھے۔ بلکہ یہ سیاسی حسینوں کے جھرمٹ میں اُن کے سیاسی صیا کا بہت بڑا امتحان تھا بجٹ میں بہتری کے کئی پہلو نظر انداز ہونے کے باوجود ریاستی وسائل اور معاشی حقائق کو سامنے رکھ کر ایک اچھا بجٹ بنایا گیا۔

بجٹ سیشن کے دوران ممبران قومی اسمبلی کی تقاریر روایتی انداز میں نہایت موافقانہ یا مخالفانہ رہیں۔ بجٹ کی منظوری کے ساتھ ہی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اپنی نئی سیاسی ٹیم کے ساتھ اپنے امتحان میں کامیاب رہیں۔ اور عوام کی نظر میں اُن کی عزت میں اضافہ ہوا۔

گذشتہ دو ماہ کے دوران ہی بلکہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے دورہ امریکہ پر روانگی کے عین بعد "متحدہ اپوزیشن" کی تخلیقی مجلس مکمل ہوئی اور جناب غلام مصطفےٰ جتوئی اپوزیشن لیڈر بنا دیے گئے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ طویل وابستگی اور وسیع سیاسی تجربے کے ساتھ جناب غلام مصطفےٰ کھر کی رفاقت کے صدقے قومی اسمبلی میں پہنچ کر متحدہ اپوزیشن لیڈر بن جانا کوئی معمول واقعہ نہیں تھا۔ جسے آسانی سے نظر انداز کر دیا جاتا۔ سانحہ بہاولپور کے بعد پاکستان کی سیاست کی بادشاہ گر طاقتیں پوری طاقت سے کوشاں رہیں کہ کسی طرح میاں نواز شریف کو پاکستانی سیاست کے اُفق پر اُبھرتا ستارہ بنایا جائے اور شاید اس کا آغاز اس سے بھی پہلے اسلام آباد ہوٹل کے بڑے ہال میں وقوع پذیر چمچوں، کڑچھوں، اور ڈونگوں بمعہ عزتی پتیلیوں کے زور پر منعقدہ دنگل میں جناب محمد خان جونیجو کی شکست شرمناک کا جنازہ نکال کر کیا جا چکا تھا۔ دراصل یہ بادشاہ گر حلقے پاکستان پیپلز پارٹی کی نوجوان قیادت کے مقابلے میں جوان سال میاں نواز شریف کو لا کر پنجاب سے اپنی پسند کی قیادت پیدا کرنا چاہتے تھے۔ زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح اہلیت ہرگز معیار نہ ٹھہری میاں نواز شریف کی سیاسی خوش قسمتی رہی ہے۔

پیلے چمچوں کڑچھوں کا "شو آف پاور" کرنے والے لیڈرانِ کرام کیا ملک کے حاکم بننے کے اہل ہیں؟

انہوں نے نہایت قلیل وقت میں اپنا سیاسی سفر نہایت تیزی سے طے کیا ہے۔ اُن کی سیاسی مستعدی سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا یقینی طور پر پنجاب لیول تک اُنہوں نے اپنے آپ کو مستعد اور محنتی وزیر اعلیٰ ثابت کیا ہے اُن کی قوت فیصلہ اور قوت ارادی بہت مضبوط ہے۔ لیکن کاش وہ دائیں بائیں سے لوگوں کے مشوروں کو عقلی معیار پر پرکھ کر اقدامات کریں جن کی پیپلز پارٹی سے دشمنی اور مخالفت سیاسی سے زیادہ ذاتی ہے۔ چند سال پہلے تک پنجاب کا یہ مضبوط گروپ نواز شریف کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ آج وہی لوگ اُن کو غلط مشوروں سے پنجاب بمقابلہ مرکز کی مخالفت کا (سلوگن) بنا کر پراجیکٹ کرنے میں کوشاں ہیں تاکہ وزارت کا کرسی پکا رہے اور مفادات کے حصول کے لیے کو ہر طرح سے exploit کیا جائے۔

اے کاش وہ واقعہ اسلام آباد ہوٹل والا رونما نہ کرایا جاتا۔ جو شریفانہ اور پروقار انداز سیاست اپنا کر جناب محمد خان جونیجو نے پاکستان مسلم لیگ کا ایک امیج عوام کی نظر میں بنا دیا تھا۔ نواز شریف کے سیاسی استادوں نے چند لمحوں میں خاک میں ملا دیا اور عوام حیرت سے ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ آخر یہ چمچوں کڑچھوں کا شو آف پاور کرنے والے لیڈرانِ کرام کیا ملک کے حاکم بننے کے اہل ہیں یا نہیں؟۔ پاکستان مسلم لیگ کی مضبوطی پاکستان کی پاکستان کی مضبوطی کا باعث بنتی آمروں اور چند سیاسی طالع آزماؤں کے تخلیق کردہ منطق بنانے کے باوجود یہ جماعت پاکستان کے عوام کے لیے اپنے اندر ایک کشش رکھتی ہے اگر اسلام آباد ہوٹل میں اس کا تیا پانچہ نہ کیا جاتا تو ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں پاکستان پیپلز پارٹی بمقابلہ پاکستان مسلم لیگ ایک بہترین سیاسی مقابلہ ہوتا جس کے نتائج یقیناً پاکستانی عوام کے لیے اطمینان کا باعث بنتے اور آج پاکستان کی سیاست مرکز بمقابلہ پنجاب محیط ہو کر نہ رہ جاتی۔

بزرگ سیاستدان نواب زادہ نصر اللہ خان کو اس بات کا کریڈٹ جاتا ہے کہ پنجاب کی بڑھتی ہوئی محاذ آرائی کے ممکنہ خطرات بھانپ کر اور یہ حقیقت معلوم ہونے پر کہ بادشاہ گروں کی تمام تر کوششوں اور نواز شریف کی سیاسی مستعدی کے باوجود وہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے عوام میں مقبولیت حاصل نہیں کر سکے چند صاحب اور مفاد پرست ساتھیوں کے مشوروں پر چل کر کہیں مرکز پنجاب کی محاذ آرائی کو ایسے خطرناک مقام پر پہنچا نہ دیں جہاں طالع آزما نئی نویلی جمہوریت کو بلٹ کر رکھ دے۔ انہوں نے نہایت صائب

آخر کیا بات ہے کہ ہر تقریب کے مہمانِ خصوصی ڈاکٹر نیازی صاحب ہوتے ہیں ؟

...ڈکیت اور چور تھا ان کے ساتھ مل گیا تمشیر کا خالہ زاد
...بھائی جمشید کے پاس رہا اس کے بعد چوہدری مناظر
...جو صوبائی اسمبلی کا اسپیکر تھا کوٹ مومن میں اس کے
...پاس رہائش رکھ لی کسی بات پر اس کے ساتھ جھگڑا
...ہو گیا تو یہ چوہدری مناظر کے مخالف میاں سیف کے یا
...مخالف گروپ میں چلا گیا چوہدری مناظر نے بھی اس
...نشاندہی کرنے میں مدد دی ابو ماچھی نے خود بتایا
...وہ موضع "دے" تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ سے گرفتار
...ہے۔

...ان لوگوں کی ملاقات کے بعد میں خاص طور پر ڈپٹی
...کمشنر چکوال ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی کے پاس گیا
...اس ارادے سے گیا کہ آج میں تو کچھ نہ کچھ غلطی
...نکال کر ہی آؤں گا کیونکہ اکثر و بیشتر نیازی صاحب

> "ایک ہی خواہش ہے کہ جب تک یہ مسجد مکمل نہیں ہوتی میرا تبادلہ کسی اور جگہ نہ ہو"

...خبریں اخباروں میں آتی رہتی ہیں تو میں نے سوچا
...چونکہ ضلع انتظامیہ میں سب سے بڑا عہدہ ڈپٹی
...کمشنر کا ہوتا ہے اس لئے شاید لوگ خوشامد سے
...کی تعریفیں کرتے رہتے ہیں میں تو ویسے بھی اسلام آباد
...میں رہتا ہوں جو وزیروں، سفیروں بلکہ صدر اور وزیر اعظم
...کے خلاف لکھ رہے ہم لوگ تو ان کے خلاف بھی اگر کوئی بات
...ہو تو لکھ دیتے ہیں پھر مجھے اپنے ضلع کے ڈی سی سے کیا ڈر
...ویسے بھی اگر کوئی صحافی جو اپنے ضلع سے باہر بیٹھ کر
...ضلع کی انتظامیہ کے متعلق لکھتا ہے تو اس کی قلم
...قصائی کی چھری سے بھی تیز چلتی ہے اور اگر میں کچھ لکھنے
...آؤں تو پھر چھری کے بجائے قصائی کا ٹوکہ استعمال
...کرتا ہوں وہی ٹوکہ لے کر میں ڈاکٹر لیاقت علی خان
...نیازی ڈپٹی کمشنر چکوال کے دفتر میں پہنچا میرے
...چیف ایڈیٹر سرفراز خان بھی میرے ساتھ تھے میرے
...ذہن میں بار بار یہ سوال آ رہا تھا کہ آخر کیا بات ہے
...چکوال کی تقریب مکمل نہیں ہوتی جب تک اس کے
...مہمان خصوصی نیازی صاحب نہ ہوں کوئی اسکول کی

تقریب ہو کہ کالج کی تقریب، ادبی محفل ہو یا مشاعرہ مہمان خصوصی ڈی سی ہی ہوتے ہیں لیکن ان کو ملنے کے بعد ان کی باتیں سننے کے بعد ان کے کام اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ڈاکٹر نیازی صاحب صرف ہر تقریب کے مہمان خصوصی ہی نہیں بلکہ ہر دل میں بھی مہمان خصوصی بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اس درویش صفت انسان کے کام دیکھ کر جس نے لڑکیوں کے کالج میں ۲۰۰ بچیوں کے لئے ہاسٹل کی تعمیر کرائی لڑکوں کے کالج میں خصوصی توجہ سے پانی ٹھنڈا کرنے کا کولر نصب کرنا اور پھر سب سے بڑھ کر اپنے دفتر کے پاس ہی ایک نہایت خوبصورت مسجد تعمیر کروانا ایک نہایت ہی پر عزم مسلمان کا کام ہے میں جو ڈپٹی کمشنر کی غلطیاں نکالنے گیا تھا ان کا مداح ہو گیا بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر میں پیر مہر علی شاہ کے فرزند ارجمند غلام محی الدین عرف بابو جی پیر صاحب آف گولڑہ شریف کا مرید نہ ہوتا تو شاید ڈاکٹر نیازی صاحب کا مرید ہو جاتا لیکن پیر چونکہ زندگی میں ایک ہی پکڑنا ہوتا ہے اس لئے میں ایسا تو نہ کر سکا میں ان کے مریدوں میں شامل تو نہ ہو سکا لیکن ان کے مداحوں میں شامل ضرور ہو گیا ہوں ڈپٹی

> ملنے کے بعد پتہ چلا کہ نیازی صاحب ہر تقریب کے مہمان خصوصی ہی نہیں بلکہ ہر دل میں مہمانِ خصوصی بنکر بیٹھے ہیں

کمشنر ہفت روزہ پریم ساگر کے چیف ایڈیٹر سرفراز خان کے جاننے والے تھے اور کچھ میں نے یہ بھی بتایا کہ میں اسلام آباد سے آیا ہوں اور آپ سے ملنے کا مشتاق تھا تو انہوں نے ساتھ جا کر تمام پراجیکٹ کا کام دکھایا جہاں جہاں ان کی سرپرستی میں کام ہو رہا تھا انہوں نے کہا کہ ایک ہی خواہش ہے کہ جب تک یہ مسجد مکمل نہیں ہوتی میرا تبادلہ کسی اور جگہ نہ ہو ان کی ایک ہی خواہش ہے اور ہماری ہر وقت یہ دعا ہے بلکہ پورے ضلع چکوال کے لوگوں کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے اور ان کی زیر نگرانی یہ تمام کام مکمل ہوں خدا کرے کہ ہماری پاکستان کی انتظامیہ میں ایسے ہی اہل ذوق لوگ آئیں کچھ دنوں تک ان کی کتاب کی تقریب رونمائی اسلام آباد میں ہو گی انشاء اللہ پھر ایک دفعہ ان کا ذکر خیر ہو گا۔

خدا خوش رکھے ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی اور ضلع چکوال کے عوام کو۔



زندگی کے میٹھے رس بھرے دنوں میں بے حد کڑوے نیم کا ذائقہ رکھنے والے دن بھی آتے ہیں۔ انسان کی معراج یہ ہے کہ مٹھاس کیساتھ ساتھ کڑواہٹ ظاہر نہ کرے اور ماتھے پر ناپسندیدگی کی شکن تک نہ لائے

* زندگی حقیقت ہے اسے تسلیم کرو۔
* زندگی حسین ہے اسے پیار کرو۔
* زندگی محبت ہے اس کی پرستش کرو۔
* زندگی خوبصورت ہے اس کا لطف اٹھاؤ۔
* زندگی چیلنج ہے۔ اس کا سامنا کرو۔
* زندگی کھیل ہے اس کو جیتو۔
* زندگی سفر ہے اس کو مکمل کرو۔
* زندگی دکھ ہے اس پر قابو پاؤ۔
* زندگی بہت تھوڑی سی ہے اسے ضائع نہ کرو۔

غلام ذکیہ بی بی موضع مغال

شہ پارے

1۔ انگلی کٹوا کر شہیدوں میں شامل ہونے والوں کو حکومت میں نہیں آنے دیں گے (فخر زمان)

☆ انگلی کٹوانے کی ضرورت ہی کیا ہے دوسری پارٹی میں کافی جگہ ہے وہ حکومت میں بھی لے لیں گے۔

۲۔ بے نظیر نے صنعتی نمائش دیکھی اور خرید و فروخت کی۔ (ایک خبر)

☆ اُن کا تو کافی دیر سے انتظار تھا وہ کچھ لیٹ پہنچی ہیں۔

۳۔ راجیو کے دورے سے پی پی پی حکومت کی آنکھیں کھل جانی چاہییں۔ (محمد خان جونیجو)

☆ ضیاء الحق کے ایک ہی آرڈر سے اس کی آنکھیں ایسی کھلیں کہ اب بند ہی نہیں ہوتیں

۴۔ کچی آبادیوں کی بیوہ اور لاوارث خواتین کو مکان بنا کر دینے کا فیصلہ (ریحانہ سرور)

☆ خدا کے لیئے ان کو مکان کسی آبادی میں بنوا کر دینا ویران جنگلوں میں نہیں۔

۵۔ ہالہ میں شرپسندوں نے آم کے باغات کاٹ دیے (ایک خبر)

☆ تنگ آمد بجنگ آمد اس دفعہ آم بھی تو بہت مہنگے تھے۔

۶۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول تسلیم نہیں کیا جا سکتا

☆ لالیکا اور ملک نعیم اعوان یہ اصول بھی تو آپ ہی کے لاج دلادے کا بنا ہوا ہے

(خدا جنت نصیب کرے مرحوم کو)

۷۔ عالم چنا کو وزیر اعظم نے ایک کار تحفے میں دی (ایک خبر)

☆ قائمی سلطان محمود بھی ان کی پارٹی میں ہے ایک کار اس کے لیئے بھی ہونی چاہیے بلکہ مع ڈرائیور

۸۔ وفاقی کابینہ میں تبدیلی کا امکان کئی وزراء کے محکمے تبدیل کیے جائیں گے (ایک خبر)

☆ بہت اچھی بات ہے محکمے تبدیل کرنے سے وزراء آل راؤنڈر ہو جائیں گے

۹۔ مرکز سے آنے والی کھاد کی بوریوں پر بلوچستان حکومت کا قبضہ (ایک خبر)

☆ سادے بے چارے چینی سمجھ کر دھوکہ کھا گئے۔

۱۰۔ سندھ جل رہا ہے تپش ہر محب وطن محسوس کر رہا ہے (غلام مصطفےٰ جتوئی)

☆ آپ نے اچھا کیا سندھ کو جلتا چھوڑ کر پنجاب میں آ کر پناہ لے لی ہالینڈ سے ان اسلام آباد

☆ محفوظ ترین جگہ ہے سندھ کی تپش اب اس تک نہیں آئے گی۔

۱۱۔ آئندہ ریلوے مسافروں کو پریشانی نہیں ہوگی۔ (ترجمان کا بیان)

☆ آئندہ سے مراد کتنے سو سال بعد کی بات کر رہے ہیں آپ؟

۱۲۔ عارف الحسینی کے قتل کے الزام میں جنرل فضلِ حق کو گرفتار کر لیا گیا (ایک خبر)

☆ ایک سال پہلے کس بات کا انتظار کرتے رہے۔

۱۳۔ سعودی حکومت نے پاکستانی حجاج کو ہر ممکن امداد فراہم کی (خان بہادر خان)

☆ لیکن وہ امداد گئی کہاں حاجی تو رو رہے ہیں۔

۱۴۔ عوام کی بے لوث خدمت انتظامیہ کی ذمہ داری ہے (نواز شریف)

☆ وہ انتظامیہ آئے گی کہاں سے اس دور میں تو ایسا مشکل نظر آتا ہے

۱۵۔ کراچی اور حیدرآباد میں تاجروں کو اسلحے کے لائسنس دیے جائیں گے (قائم علی شاہ)

☆ تاجروں کو اسلحہ استعمال کرنے کے لیئے روس میں چھ چھ ماہ کی ٹریننگ پر بھی بھیجا جائے گا۔

۱۶۔ اسلام آباد میں مولانا کوثر نیازی کے بیٹے کی دوسری شادی کے موقع پر دولہا دلہن کا گروپ فوٹو چھپے ساتھ جنگ اخبار میں۔

☆ مولانا پردے کی پابندی کیا کریں آپ تو عالم دین ہیں۔

ایئر ہوسٹس کی قسمیں

اقتباس از: "بہ سلامت روی"

ایئر ہوسٹس دو قسم کی ہوتی ہیں ارضی و سماوی ارضی یعنی گراؤنڈ ہوسٹس جو کہ نمازی شکل و صورت کی ہوتی ہیں یعنی نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں پرہیز گار لگتی ہیں ان سے بات کرتے وقت دل نیکی کی طرف مائل ہو جاتا ہے دنیا فانی معلوم ہوتی ہے اور ان کی صحبت میں ہوائی جہاز کے بجائے نزدیک ترین مسجد میں بھاگ جانے کو دل کرتا ہے۔

سماوی ہوسٹس جہاز میں پائی جاتی ہیں ان کی تاثیر بالکل مختلف ہوتی ہے ان کی ہمسفری میں یادِ الٰہی میں تو نمایاں کمی ہوتی ہے البتہ ان کی قربت سے تولید خون میں متعدد بہ اضافہ ہوتا ہے اور ان کی معطر سانسوں کے طفیل ہوائی جہاز کی ایئر کنڈیشنگ کے باوجود زندگی میں حرارت آتی ہے اور یہ چلتی پھرتی رہیں تو دنیا رہنے کے قابل معلوم ہوتی ہے ان کی مہمان نوازی ایلوڈی کلون میں گھل کر جہاز کی فضا کو قطعی طور پر ایمان دار بنا دیتی ہے جس سے مسافر اور مسافرات سے اپنے اپنے ارمان تحت الشعور میں کروٹ لے کر اچانک جاگ اٹھتے ہیں حتیٰ کہ بوڑھے اور بھاری بھرکم سینیئر افسر جو اپنی ریٹائرمنٹ کے دہانے پر کھڑے ہو کر آخری سرکاری دورے پہ نکلتے ہیں بار بار گھنٹی کا بٹن دباتے ہیں اور بار بار سگریٹ پان طلب کرتے ہیں اور اسی بہانے اپنی ہلکی پھلکی میزبانوں سے خوش وقت ہو کر اپنی ہم وزن بیگمات سے تیس ہزار فٹ کی بلندی پر وقفۂ نجات مناتے ہیں۔

(الغرض ارضی و سماوی ہوسٹسوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

مرسلہ: صابر حسین صابر آف چاولی حال مقیم کراچی

اشتہار

تلاشِ گمشدہ

ہر گاہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مسماۃ بی بی فوزیہ بہرام گذشتہ کئی ماہ سے لاپتہ ہیں اُن کے لواحقین (حلقہ انتخاب والے) اُن کی گمشدگی سے پریشان ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہوں جس حال میں ہوں یا کسی صاحب یا صاحب کو اُن کے بارے میں علم ہو۔ مطلع فرما کر ثواب دارین حاصل کریں اور دعائیں بھی لاوارث غریبوں کی ۔

آپ کی سہولت کے لیئے اُن کا حلیہ اور سابقہ محل و توع مشتہر کیا جاتا ہے ۔ تاکہ اُن کی پہچان اور دریافت میں سہولت رہے۔

وہ ایک ایسی خاتون تھیں جو اس علاقے میں سماجی کارکن کے حلیئے میں وارد ہوئی تھیں اور رفتہ رفتہ سیاست کی بہاروں سے آشنا ہونے لگیں، نہایت سمجھ دار اور لکھی پڑھی خاتون ہونے کے ناطے سے پہلے ضلعی سطح کی سیاست میں ایک نواب. نادے سے پنجہ آزمائی کے لیئے میدان میں آئیں۔ بام سیاست پر قدم رکھتے ہی یہاں کی کھلی فضاؤں اور جھونکوں نے اُن کی آنکھیں اور زبان کھول دیں اگلے اکھاڑے کے لیئے وہ بالکل تیار ہو چکی تھیں اس میدان میں بھی اپنے حریف کو مات دینے کے لیئے ہر طرح کے داؤ استعمال کرنے کی آشنادی تھی۔ اُن کی مسلسل کامیابیوں اور مقامی سیاسی کھلاڑیوں کے خلاف پائی جانے والی ناپسندیدگی نے نہ صرف اُن کے حوصلے بلند کر دیے تھے بلکہ اُن کی زبان کو بھی بے قابو کر دیا تھا۔

یہ ایک فری اسٹائل دنگل تھا ہماری پسندیدہ راہنما کے لیئے اس سے بڑھکر غنیمت ... کیا ہو سکتا تھا انہوں نے اپنے جوہر خواب آزمائے سرداروں پیپیوں کو وہ تیر سنائے کہ ہم۔ سب کے دِل خوش ہو گئے۔ اور انہوں نے عنایت کے طور پر بلینک چیک دے کر ہمارے دِل لوٹ لیئے۔ واقعی ہم اپنی قسمت پر اترانے لگے تھے کہ یہ "رحمت کی یہ گھٹا" چھم چھم کر کیسے برس رہی ہے ؟۔

انہوں نے بتایا کہ تمہارے نحوست کے دن بیت چکے ہیں۔ اب ہم آپ کی ہر مرض کی دوا اور ہر دکھ کا مداوا ہیں۔ ہمیں یقین آنے لگا کہ ہماری قسمت کے دِن پلٹ آئے اور ان کی ویران کھیتیاں ہریالی ہو جائیں گی وغیرہ وغیرہ خواب دیکھنے لگے، دراصل خواب کچھ یوں ہی نہ تھے "موسلا دھار گھٹا" کے برسنے سے اس طرح کے خواب ہماری مجبوری بھی تھی۔ پھر کیا تھا ہمارے خوابوں نے بی بی کے دن ہرے کر دیے وہ کامیاب ہوئیں اور سرخ رو بھی۔

بعد آگے کی جدوجہد میں وہ کرسی در کرسی کے چکر میں گم ہو گئیں بڑی بڑی پتا چلا تھا کہ "لاہور" تک پہنچی ہیں اس کے بعد معلوم نہیں ایک شاعر کی زبان یوں سمجھئے ؎

وہ آئے بزم میں اتنا تو ہم کو یاد ہے میر
پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

ہاں تو کہہ رہا تھا ۔ اُن کی طویل گمشدگی سے ہم لوگ پریشان ہو گئے اُن کی دریافت کے لیئے "اعلان گمشدگی" کا سہارا لینا پڑا لہٰذا جو بھی یہ اعلان پڑھے یا سنے یا قدرت کی مہربانی سے اور ہماری قسمت کی یاوری سے وہ خود ہی اگر یہ اعلان پڑھ لیں تو اپنے پس ماندگان پر ترس کھاتے ہوئے واپس لوٹ آئیں چونکہ ہمیں پریشانی ہے کہ اُن کا گھر (حلقہ انتخاب) سے غائب ہونا کہیں مستقل تو نہیں ؟

رودادِ جشن

اسلام آباد۔

انقلابِ فرانس کی "۲۰۰ سالہ کانفرنس"

ملک فداء الرحمٰن

گذشتہ دنوں اسلام آباد کے ایک ہوٹل بالیڈے میں ایک نہایت شاندار تقریب منعقد ہوئی جس میں مختلف طبقۂ خیال کے لوگوں نے شرکت کی تقریب کے مہمان خصوصی اے این پی کے رہنما خان عبدالولی خان تھے اور صدارت قومی اسمبلی کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر چوہدری عبدالغفور نے کی یہ تقریب پاکستان کلچرل فورم اسلام آباد نے منعقد کروائی اس تقریب کی خاص بات یہ تھی کہ پاکستان کلچرل فورم کے صدر ظفر بختیاروی ہیں جو کہ چکوال ایسوسی ایشن اسلام آباد کے صدر بھی ہیں اس وجہ سے تقریب میں چکوالیوں کی اکثریت تھی بلکہ چکوال سے خاص طور پر کئی مہمان شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے جن میں مسلم لیگ کی ایم پی اے فوزیہ بہرام اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ضلعی جنرل سیکریٹری مقبول حسین ہاشمی نمایاں تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآنِ پاک سے کیا گیا اسٹیج سیکریٹری کے فرائض اقبال صاحب نے انجام دیئے دو تین مقرر خطاب کر چکے تو فوزیہ بہرام تشریف لائیں ظفر بختیاروی اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اتنے ہجوم میں فوزیہ بہرام کو دور سے پہچان لیا شاید مادرِ وطن کی مٹی کی خوشبو آگئی ہوگی کہ تقریر کرنے والے مقرر کی تقریر کے فوراً بعد اسٹیج سے اقبال ماجد نے چند روایتی جملوں کے ساتھ فوزیہ بہرام کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی محترمہ اسٹیج پر تشریف لے گئیں کچھ دیر کے بعد تقریر کے لئے ان کو دعوت دی گئی لیکن چونکہ وہ گھر سے تیاری کر کے نہیں آئی تھی اس لئے صرف چند جملے بول کر سامعین اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کر کے بیٹھ گئیں یہ چوہدری عبدالغفور ایم این اے نے ساری تقریر انگلش میں کی اور صرف انقلاب فرانس کے متعلق ہی بولے اس میں اور کسی چیز کی مثال یا کوئی حوالہ نہ دیا اس تقریب کے حوالے سے ان دن کے The man of the Day عبدالولی خان تھے جنہوں نے تقریر اپنے مخصوص انداز میں نہایت ہی جذباتی لہجے میں کی انہوں نے مختلف حوالوں سے اور مثالوں کے ذریعے اس تقریب کو ایک نئی روح بخشی انہوں نے خدا کی قسم اٹھا کر قومی اسمبلی کا حوالہ دیا کہ گذشتہ سات آٹھ ماہ میں ابھی تک ہم نے قانون اور آئین کی کسی کتاب کو ہاتھ تک نہیں لگایا صرف اور صرف استحقاق کی تحریکیں ہی نبٹاتے رہے انہوں نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہمارے ممبرانِ اسمبلی کا استحقاق اتنا کچا کیوں ہے کہ بات بات پر مجروح ہو جاتا ہے ان لوگوں کو تو ملک اور قوم کے کام کرنے چاہئیں ملک اور قوم کی بہتری کے لئے انہوں نے کسی کتاب کو ہاتھ ہی نہیں لگایا ولی خان نے کہا کہ انقلاب فرانس کی تاریخ ایک سنگِ میل ہے جو انسانی تاریخ کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے ایک انقلاب فرانس سے پہلے اور ایک انقلاب فرانس کے بعد ۲۰۰ سال

دنیا میں کہیں بھی ملزم کو مجرم نہیں سمجھا جاتا لیکن پاکستان میں ہر شخص کو مجرم سمجھا جاتا ہے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرے

کی انسانی تاریخ۔ انقلاب فرانس نے پہلی دفعہ عوام کے

گذشتہ سات ماہ میں کوئی قانون نہیں بنایا گیا صرف استحقاق کی تحریکیں پیش ہوتی رہیں سمجھ نہیں آتی کہ ممبران کا استحقاق بات بات پر مجروح کیوں ہوتا ہے

حاکمیت اور طاقت کے اصول کو پوری دنیا پر واضح کر کے منوا لیا اور یہی وجہ تھی کہ پوری دنیا میں عوام اور جمہور کی اہمیت فروغ کی ابتداء ہوئی انہوں نے کہا کہ انقلاب فرانس نے پہلی دفعہ یہ بات ثابت کر دی کہ پر امن جد و جہد کے ذریعے نہتے اور غیر مسلح عوام بھی اقتدار پر قبضہ کر سکتے ہیں انقلاب فرانس کے بعد موجودہ دور کا انقلاب ایران بھی اس کی دوسری مثال ہے عبدالولی خان نے کہا کہ انقلاب فرانس سے پہلے دنیا میں آمریت اور شہنشاہیت کا دور تھا اور انقلاب کے بعد عوامی حقوق کے دور کی ابتدا ہوئی انقلاب فرانس سے پہلے قدیم جاہلیت، ظلم جبر و استعداد کا دور تھا جب کہ انقلاب فرانس کے بعد انصاف اور مساوات کے نئے رجحانات کی ابتداء ہوئی جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کی گرفت کمزور پڑی انقلاب فرانس کے تینوں عنصروں "مساوات، آزادی اور بھائی چارہ" نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا انہوں نے کہا کہ انقلاب فرانس کے یہ تینوں نعرے آزادی، مساوات اور بھائی چارہ حضور اکرم حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ کے خطبہ حج الوداع میں موجود ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ایک ترقی پسند اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ مذہب ہے عبدالولی خان نے سابقہ اور موجودہ حکومت کا حوالہ دے کر کہا کہ پچھلی حکومت چودہ سو سالہ اسلام کا نام لے لے کر حکومت کرتی رہی وہ بہت دور کی بات ہے آپ آج سے دو سو سال کی بات پر عمل نہیں کر سکتے۔

انقلاب فرانس کی یہ تقریب ایک لحاظ سے انتہائی مؤثر تھی اور تقریب کے اختتام پر اسلام آباد کے ادیبوں، دانشوروں کو شاعروں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ولی خان نے اسلام آباد آج فتح کر لیا ہے اور

انقلاب فرانس کے تینوں نعرے آزادی، مساوات اور بھائی چارہ اسلام کے دیئے ہوئے نعرے ہیں۔ یہ اسلام کا نام لینے والے ابھی تک خود اسلام کے کسی اصول پر نہیں چل سکے

اس تقریب کے حوالے سے انہوں نے اسلام آباد میں اپنے لئے پسندیدگی کی پہلی ابتدا کی ہے جب کہ ماضی میں اسلام آباد خاص طور پر پنجاب میں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ ولی خان اور ان کا خاندان پنجاب دشمنی میں پیش پیش ہے۔

اور اس پروپیگنڈے سے انہیں سرحد تک محدود کرنے کی کوششیں کی گئیں لیکن اس تقریب سے اسلام آباد کے دانشوروں اور ادیبوں کی یہ بات واضح ہو گئی کہ ولی خان ایک سچا اور محب وطن پاکستانی ہے جس نے ملک اور عوام کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں دیں اور اسی پاداش میں عمر کا ایک حصہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے گذارا جس کا ذکر انہوں نے اپنی تقریر میں ایک مؤثر انداز میں کیا اور سامعین کو بتایا کہ کس طرح ماضی میں انہیں پابند سلاسل کیا گیا اور انہیں اسیری کے جواز تک سے مطلع نہیں کیا گیا انہوں نے کہا کہ حیدر آباد ٹریبونل میں انہیں گرفتار کرنے کے بعد مجرم بنا دیا گیا اور انہیں یہ کہا گیا کہ وہ اپنی بے گناہی ثابت کریں انہوں نے عدالت سے استدعا کی کہ پہلے میرا جرم بتائیں کہ کس جرم میں مجھے گرفتار کیا گیا ہے پھر میں بے گناہی ثابت کروں گا تو جواب ملا کہ

انقلاب فرانس سے پوری دنیا میں جمہوریت کو فروغ ملا پرامن جدوجہد سے حکومت میں تبدیلی کی راہ ہموار ہوئی

آپ پر شک ہے کہ آپ مجرم ہیں ولی خان نے کہا کہ دنیا میں کسی بھی قانون میں یہ بات موجود نہیں کہ جب تک عدالت میں گناہ ثابت نہ کیا جائے ملزم کو مجرم نہیں بنایا جاتا جب کہ یہاں اس کے برعکس کیا گیا دوسرے تمام ملکوں میں ہر شخص کو بے گناہ سمجھا جاتا ہے جب تک کہ وہ کوئی جرم نہ کرے یا اس پر کوئی جرم ثابت نہ ہو جائے لیکن پاکستان میں ہر شخص کو مجرم سمجھا جاتا ہے جب تک وہ اپنے آپ کو بے گناہ ثابت نہ کرے انہوں نے اسلام آباد شہر کو ایئر کنڈیشنڈ پاکستان کہا یہاں کے کتے بھی کوٹ پہنتے ہیں اور ہیٹر لگا کر سوتے ہیں جب کہ پاکستان کے دیہاتوں میں لوگ صاف پانی تک سے محروم ہیں۔

انقلاب فرانس کے تین نعرے۔ آزادی. مساوات اور بھائی چارہ۔

ظفر بختیاروی نے اس انقلاب کے حوالے سے کہا کہ اس انقلاب کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے جب کہ پاکستان میں ابھی تک انقلاب فرانس کے پہلے کے حالات موجود ہیں پاکستان انقلاب فرانس کی تاریخ سے دو سال پیچھے ہے انہوں نے کہا کہ پاکستانی معاشرے کو اس وقت حقیقی آزادی، مساوات اور بھائی چارے کی اشد ضرورت ہے کیوں ہمارے ہاں ہمارا معاشرہ کہیں صوبوں، کہیں فرقوں، کہیں برادریوں اور کہیں لسانی اختلاف میں بٹا ہوا ہے انہوں نے کہا کہ آیئے آج کے دن یہ عہد کریں کہ پاکستانی معاشرے کو اخوت اور بھائی چارے کے جذبے سے مضبوط بنائیں گے ان کی تقریر کے ساتھ ہی

انقلاب فرانس کی تقریب اختتام کو پہنچی اس کے بعد مہمانوں کے لئے چائے کا انتظام تھا چائے پر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعارف کرنے اور وزیٹنگ لینے دینے اور تصویریں بنوانے میں مصروف رہے چائے کا دور ختم ہوا مہمان گھروں کو رخصت ہوئے ہیں! اور ہمارے ظفر بختیاروی چکوال سے گئے ہوئے مہمانوں کے ساتھ اسلام آباد کی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے رہے

میں نیشنل لیول کا آدمی ہوں مجھے چکوال کی فکر نہیں چکوال تو میں نے فوزیہ بہرام کے حوالے کر دیا ہے۔

کچھ سیر و سیاحت کے بعد ہم سب جنرل عبدالمجید ایم این اے جن کا تعلق بھی ہمارے ضلع چکوال سے ہے ان کی اقامت گاہ پر پہنچے نہایت خوشگوار حالات میں ملاقات ہوئی جنرل مجید ملک نے دوسرے دن دوپہر گیارہ بجے پریس کانفرنس کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور ہم سب میرے سے صرف ظفر بختیاروی کو اس پریس کانفرنس میں آنے کی دعوت دی تو انہوں نے جنرل صاحب سے یہ پوچھ لیا کہ جناب یہ پریس کانفرنس کس موضوع پر ہو گی۔ تو جنرل صاحب فرمانے لگے بختیاروی صاحب آپ کو پتہ ہی ہے کہ میں تو ہمیشہ نیشنل لیول کی بات کرتا ہوں کہ چکوال کا مجھے بالکل فکر نہیں ہے نہ ہی چکوال کا

چکوال فوزیہ بہرام کے حوالے کرنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ چوہدری لیاقت علیخان اسکو اپنے لئے خطرے کی گھنٹی سمجھیں۔

اسلام آباد شہر "ائیر کنڈیشنڈ پاکستان" ہے۔ یہاں کے کتے بھی ائیر کنڈیشنڈ میں رہتے ہیں اور ہیٹر لگا کر سوتے ہیں جبکہ پاکستان کے دیہاتوں میں لوگ پینے کے صاف پانی سے بھی محروم ہیں۔

میں نے کبھی سوچا ہے چکوال تو میں نے ان کے حوالے (فوزیہ بہرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کیا ہوا ہے یہ جواب سن کر فوزیہ بہرام مسکرا دیں اور میں کچھ سوچ میں پڑ گیا کہ جنرل صاحب جس علاقے سے الیکشن لڑے ہیں اس کے متعلق تو انہوں نے سوچنا ہی چھوڑ دیا اور جن کے حوالے چکوال کر دیا ہے وہ تو الیکشن تلہ گنگ سے جیتی ہیں یہ کیا معاملہ ہے چکوال سے جیتنے والے امیدوار چوہدری لیاقت علی خان کہاں جائیں گے فوزیہ بہرام کا تلہ گنگ سے الیکشن جیت کر اور چکوال آ کر ڈیرہ لگا لینا چوہدری لیاقت علیخان کے لئے کوئی خطرے کی گھنٹی تو نہیں ہے اس دن کے

تلہ گنگ والے جنہوں نے بی بی فوزیہ کو کامیاب بنایا تھا وہ اُس کی تلاش میں اِشتہار کا سہارا لیں گے؟

اس سوال وجواب سے میرے ذہن میں کوئی بات سمجھ نہیں آرہی کہ اگر چکوال فوزیہ بہرام کے حوالے ہے تو تلہ گنگ کے لوگ کس کے پاس جائیں گے اور اگر کسی طریقے سے تلہ گنگ والے محترمہ کا گھر چکوال میں ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے اور محترمہ تلہ گنگ والوں کے کام میں مصروف ہو گئیں تو اہلیانِ چکوال کا کیا بنے گا میرے اس سوال کا جواب شاید کوئی پارٹی لیڈر ہی دے سکے کہ اگر ضلع چکوال فوزیہ بہرام کے حوالے تو پھر تلہ گنگ کس کے حوالے؟

بقیہ: انضلاع جہلم و چکوال

۱ ملک سلیم اقبال، چکوال سے صوبائی اسمبلی کے ارکان سردار غلام عباس اور چوہدری لیاقت علی، ضلع کونسل جہلم کے چیئرمین راجہ عظمت کمال، قومی اسمبلی کے رکن چوہدری محمد اقبال چیلانوالہ اور صوبائی وزراء ایم محمد اقبال اور اقبال مہدی نے شرکت کی اس تقریب میں شمولیت کے لئے وزیر اعلیٰ نواز شریف مرید کے ہوائی اڈے پر اترے جہاں سے ایک عظیم الشان جلوس کی صورت میں چکوال ریسٹ ہاؤس پہنچے۔ بلکسر کی ایک معروف سماجی شخصیت حاجی عاشق حسین نے اپنے گاؤں میں گرلز ہائی اسکول کے قیام کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے کا چیک پیش کیا اس موقع پر ایک نوجوان باقر نے ایک نظم پیش کی۔ یوں تالیوں کی گونج میں نئے ضلع کے قیام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا اس اہم موقع پر ڈویژنل کمشنر راولپنڈی پرویز مسعود نے بھی خطاب کیا انہوں نے نئے ضلع کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار پیش کئے۔

۱: رقبہ۔ ۶ ہزار ۶ سو کلومیٹر
۲: کل دیہات ۴۶۵
۳: پٹوار سرکل ۶۸

ایک کروڑ ۱۵ لاکھ روپیہ۔
۷: آبادی چکوال شہر ۴۷ ہزار نفوس۔
۸: آبادی تحصیل چکوال، ۳ لاکھ ۲۵ ہزار نفوس
۹: آبادی تحصیل تلہ گنگ ۳ لاکھ سے زائد۔
۱۰: سب تحصیل کلر کہار اور چوآ سیدن شاہ، ایک لاکھ سے زائد۔
۴: آبادی (۱۹۸۱ء) ۷ لاکھ ۶۸ ہزار نفوس
۵: ضلع کونسل چکوال کا بجٹ، ایک کروڑ ۴ ... روپیہ
۱۶ میونسپل کمیٹی چکوال کا بجٹ،

بقیہ: مجھے علاج جارہ گری

تو کہنا یہ ہے کہ بے شک "عورت" کو عورت کے بجائے صرف رشتوں کی زنجیر کا ایک حلقہ سمجھیں۔ پر اس کا احترام کریں تاکہ اس کی ذات کا کتھارسس ہو اس کی عزت نفس مجروح ہونے سے بچے اور معاشرے میں ہسٹیریا، خودکشی اور نفسیاتی بیماریوں کی شرح کم ہو تاکہ وہ مزید صحت مند اور تعلیم یافتہ نسل کو تربیت دے کہ بہرحال۔ عورت ہی بقائے نسل انسانی کا واحد ذریعہ

تعارف

چکوال کے بابائے صحافت

ایم محمد دین المعروف ادیبؔ صاحب

بابائے صحافت

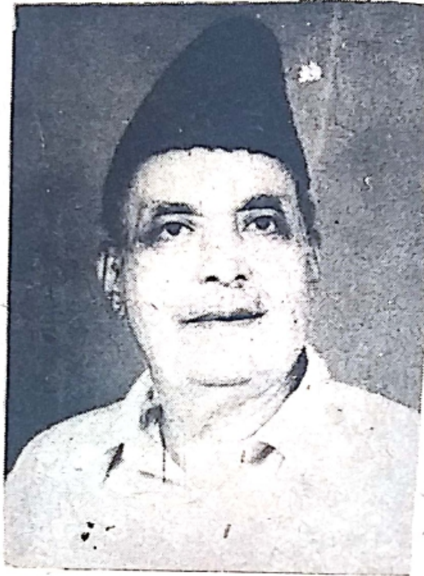
چکوال کے حلقوں میں آپ محتاج تعارف نہیں ہر شہر کے، ہر گھر میں آپ کا کوئی نہ کوئی شاگرد ہو گا طویل تعلیمی ادارہ سے وابستگی اور آپ کی ان تھک محنت نے آپ کے شاگردوں کے دلوں میں وہی احترام ہے جو ایک بہترین استاد کے لئے شاگرد کے دل میں ہونا چاہیئے آپ نے اپنے فرائض کی ادائیگی اپنے فرائض کو فرض سمجھ کر ادا کیا یہی وجہ کہ نہ صرف آپ کے شاگرد بلکہ شہر بھر کے لوگ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور محکمہ تعلیم کے حکام نے آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ہمیشہ آپ کو تعریفی سرٹیفکیٹ دیئے۔

آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

۱ :۔ طلباء کی رہنمائی کے لئے آپ نے "روح مضامین" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی جو ہر سطح کے طلباء کے لئے مفید ثابت ہوئی اس کتاب کے متعلق پنجاب بھر کے ہندو اور مسلم اہل قلم نے سراہا اس کو علمی ادبی خدمت قرار دیا۔

۲ :۔ ایک نعتیہ کتاب "موج نور" شائع کی جس میں پیغمبر اسلام کی سیرت میں نظموں میں بیتی کی مسلم اور غیر مسلم شعراء کا نعتیہ کلام اسی میں شامل کیا شمالی ہندوستان کے اخبارات نے موج نور کو اپنی قسم کے منفرد کتاب قرار دیا۔

۳ :۔ ایک کتاب "سیر دیہات" لکھی جس میں تحریک اصلاح دیہات سے متعلق تمام امور پر قصے کہانی کے انداز میں متعارف کرایا گیا۔



۴ :۔ ماہانہ رسالہ "اصلاح دیہات" کے ذریعے اصلاح دیہات، تعلیم نسواں، تعلیم عام اور تعلیم بالغاں کا اس وقت ذکر کیا جب یہ باتیں قابل ذکر نہ تھیں۔ اور اگر تھیں تو مشکوک انداز میں دیکھی جاتی تھیں ادیب صاحب نے اس لئے ان چیزوں کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے ان کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا مقامی انتظامیہ کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے اس وقت قلم اٹھایا جب زباں بندی عام تھی اور قلم کا تقدس قائم رکھنا آسان نہ تھا عوام دشمنی کے خلاف جو جہاد آپ نے کیا اس کی تفصیلات قارئین کے سامنے آتی رہیں گی۔

سرکاری حلقوں سے عوام کی بہبود کے لئے جو تحریکیں اٹھتی تھیں انہیں آپ اپنے خرچ پر آگے بڑھاتے تھے نہ کہ سرکار سے خرچ لے کر اپنی جیب میں ڈالتے تھے تقریروں، تحریروں اور اشتہارات کے ذریعے انہیں آگے بڑھایا گیا یہی وجہ ہے کہ محکمہ اصلاح دیہات پنجاب کے لٹریری صوبائی ادبی مقابلے میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے پہلا انعام لیا اور ڈپٹی کمشنر ضلع جہلم نے متعدد نقد انعامات دیئے۔

۱۹۳۵ء میں شہنشاہ جارج پنجم کی سلور جوبلی کے موقع پر جہلم کے دربار عام میں آپ کو سلور جوبلی میڈل دیا گیا جو کہ اس کا دور بہت بڑا اعزاز تھا۔

جب مسلمان تجارت کو حقارت سے دیکھتے تھے اور اس کام کو ہندو کی وراثت سمجھا جاتا تھا مسلمانوں میں تجارت کو عام کرنے کے لئے مثالی جدوجہد کی لوگوں کو مٹھائی کتابوں اور دوسری ضروری اشیاء کی دوکانیں اور اس میں آپ بہت کامیاب رہے۔

اسلامی قدروں کی اشاعت کے لئے جدوجہد کی جب اسلام کے خلاف منظم طریقے سے سازشیں ہو رہی تھیں اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر غیر مسلموں نے دھبے لگانے کی تحریکیں چلا رہی تھیں آپ نے مسلم اکابرین کی خدمات حاصل کر کے اور چکوال میں مدعو کر کے ان تحریکوں کا دفاع کیا اکابرین میں مولانا ظفر علی خان، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد بخش مسلم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سرکاری ملازم ہونے کے باوجود روزنامہ زمیندار، سیاست، انقلاب، احسان، مغربی پاکستان، مساوات، کوہستان، تعمیر اور جنگ اخبارات میں نامہ نگاری کے فرائض انجام دیتے رہے اور انہوں نے مثالی اور صاف ستھری صحافت کو فروغ دینے میں

باقی صفحہ ؍

اضلاع جہلم و چکوال کی تشکیلی تاریخ

محمد صفدر جھونگ

اضلاع جہلم و چکوال طبعی طور پر دوابہ سندھ ساگر میں شامل ہیں دوآبہ سندھ ساگر دریائے جہلم کے درمیان واقع علاقے کو کہتے ہیں اس دوآبہ میں ان اضلاع کے علاوہ اٹک، راولپنڈی، اسلام آباد، خوشاب، سرگودھا، میانوالی، بھکر، جھنگ، لیہ اور مظفر گڑھ کے کل یا جزوی طور پر بھی کچھ علاقے شامل ہیں انتظامی لحاظ سے یہ دونوں اضلاع راولپنڈی ڈویژن کا ایک حصہ ہیں۔

ضلع جہلم کا صدر مقام بھی جہلم ہے اس کی سرحدیں گجرات، سرگودھا، چکوال، راولپنڈی اور آزاد کشمیر سے ملتی ہیں جہلم شہر گرینڈ ٹرنک روڈ پر آباد ہے یہ ضلع جہلم، پنڈ دادن خان اور سوہاوہ تحصیل پر مشتمل ہے۔

ضلع چکوال کا صدر مقام چکوال ہے اس کی دوسری تحصیل تلہ گنگ جب کہ کلر کہار، چوآ سیدن شاہ چکوال کی اور لاوہ تلہ گنگ کی سب تحصیلیں ہیں۔

یہ اضلاع شمال عرض بلد کے ۲۹۔۳۲ اور ۱۵۔۳۳ اور مشرق طول بلد کے ۵۱۔۷۲ اور ۵۰۔۷۳ کے درمیان واقع ہیں آج یہ دونوں اضلاع جن علاقوں پر مشتمل ہیں ان کے لئے سب سے پہلے ضلع پنڈ دادن خان کا قیام ۲۳ مارچ ۱۸۴۹ء کو عمل میں آیا یہ وہ دور تھا جب شروع شروع میں سکھوں سے انگریزوں نے پنجاب کی عملداری چھینی تھی اس وقت ضلع کی سرحدیں کچھ واضح نہ تھیں مگر اس میں پنڈ دادن خان، چکوال، جبی اور تلہ گنگ کی تحصیلیں قائم ہوئی تھیں گویا کوہستان نمک کی مناسبت سے بولی جانے والی "لکھی بولی" (نمکین لہجہ) کا سارا علاقہ اس میں شامل تھا یہ بولی اپنی مناسبت سے ہندکو سے زیادہ قریب ہے۔

۱۸۴۹ء میں رہتاس تحصیل کو ضلع راولپنڈی سے الگ کرکے ضلع پنڈ دادن خان کے ساتھ شامل کیا گیا اس وقت تک جہلم شہر، تحصیل رہتاس کے ایک معمولی گاؤں کی حیثیت تھی البتہ اس جہلم گاؤں کو دریائے جہلم کی ایک اہم بندرگاہ ضرور سمجھا جاتا تھا ۱۸۵۰ء میں تحصیل جبی کو ختم کر دیا گیا اور اس میں شامل علاقوں کی تقسیم اس طرح ہوئی کہ مکھڈ اور پنڈی گھیب کے علاقے ضلع راولپنڈی کے حوالے کر دیئے گئے اور باقیماندہ علاقہ کو تحصیل تلہ گنگ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا اسی سال رہتاس سے تحصیل ہیڈ کوارٹر جہلم منتقل ہوا بعد ازاں ضلعی دفاتر بھی پنڈ دادن خان سے جہلم تبدیل کر دیئے گئے اس طرح جہلم کو صدر مقام قرار دے کر ضلع جہلم کی تشکیل عمل میں لائی گئی اور پنڈ دادن خان کا ضلعی درجہ ختم کرکے اسے سب ڈویژن اور تحصیل کی حیثیت دے دی گئی۔

۱۸۵۱ء میں پبی کا علاقہ ضلع راولپنڈی سے الگ کرکے ضلع جہلم کے حوالے کیا گیا اس کے علاوہ تین گاؤں ٹیلی، تھمی اور ننھیٹ کو پنڈ دادن خان سے کاٹ کر تحصیل جہلم میں شامل کر دیا گیا ۱۸۵۷ء میں ۶۵ گاؤں تحصیل پنڈ دادن خان اور تلہ گنگ سے کاٹ کر ضلع شاہ پور کے حوالے کئے گئے ان میں سے ۲۰ گاؤں ۱۸۶۳ء میں دوبارہ ضلع جہلم میں شامل کر دیئے گئے اس وقت ضلع جہلم کی حدود بنوں، راولپنڈی، گجرات، شاہ پور اور ریاست جموں سے ملتی تھیں کیوں کہ اٹک، میانوالی، خوشاب، سرگودھا اور چکوال کے اضلاع ابھی وجود میں نہ آئے تھے۔

۱۹۰۰ء کے بندوبست اراضی کے نتیجہ میں کوٹ کلاں اور چک نگری بشمول چھوٹی چھوٹی رکھ جنگلات کو تحصیل تلہ گنگ سے کاٹ کر بالترتیب تحصیل چکوال اور تحصیل پنڈ دادن خان کے ساتھ شامل کیا گیا میں ضلع اٹک قائم ہوا تو راولپنڈی سے الگ پنڈی گھیب، فتح جنگ اور ضلع جہلم سے تحصیل الگ کر لی گئیں تلہ گنگ اور چکوال اپنے ضلعی سے بالترتیب ۸۰ اور ۷۰ میل دور واقع تھے ان کے اندرونی علاقوں کا یہ فاصلہ بعض مقامات پر سو میل سے بھی زائد تھا جس کی وجہ سے عوام کو سفری اور دوسری صعوبات اور قباحتوں کا کرنا پڑتا تھا ضلعی صدر مقامات سے دوری میں ایک عرصہ سے شدید احساس محرومی پیدا تھا ۱۰ دسمبر ۸۴ء کو اس وقت کے چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق تشریف لائے تو عوام نے نہایت بلند آواز "چکوال ضلع بناؤ" کا مطالبہ کیا چنانچہ دن انہوں نے اپنے جلسہ کے دوران چکوال کی تحصیلوں پر مشتمل نئے ضلع چکوال کی تشکیل کیا۔

یکم جولائی ۱۹۸۵ء نئے ضلع چکوال کا یوم ہے اس روز چکوال شہر میں ایک بہت بڑی منعقد ہوئی جس سے پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں نے خطاب کیا اس تقریب میں قومی اسمبلی کے ایئر مارشل (ریٹائرڈ) نور خان، لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک، جنگ راولپنڈی کے ایڈیٹر شورش ملک نے شرکت کی، اٹک سے اسمبلی کے ارکان ملک اللہ یار خان، سردار خان اور سردار صادق خان بھی اس تقریب میں ہوئے اس کے علاوہ اس تقریب خاص میں سے سینیٹر سردار خضر حیات، قومی اسمبلی کے رکن محمد افضل، صوبائی اسمبلی کے رکن اور پارلیمانی

باقی صفحہ: ۲۲

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں

ثمینہ ملک اسلام آباد

عورت نصف خواب، نصف عورت"
مگر آج کل کے ماحول میں عورت کے خوابوں کی
... ایسا ہی ہے جیسے آپ ....
... کا کوئی صفحہ پڑھ لیں کیوں کہ
... باتیں جو صرف عورت، اس کے حقوق
... کے اصل اختیارات سے متعلق ہو، مرد کے
... سے نیچے نہیں اترتی، خواہ وہ دنیا کی کسی قوم
... سے تعلق رکھتا ہو۔

... کی بات ہے امریکہ میں [illegible]
... (ماؤں کا دن) منایا گیا اور وہاں کی خواتین
... ایک دن کے لئے اپنے گھروں کے دروازے
... کھول دیئے بچے اپنی ماؤں کے
... تحائف ڈھونڈتے پھرے، خواہ ان
... اپنے بچے بیس بیس سالوں کے ہوں خاوند و
... بچوں کی ماؤں کے لئے، تحائف بنانے
... کرنے کے طریقے ایجاد کرنے والی کمپنیوں سے
... ٹیلی فون ایجنسیوں کی فراہم کردہ اطلاعات
... شمار کے مطابق سب سے زیادہ ٹیلی فون
... اس دن بیٹوں نے اپنی ماؤں کو خوش
... کیں۔

... یہ سب کچھ اس قوم کے مردوں نے کیا جو
... رشتوں کا احترام کھو چکے ہیں مگر انہوں
... روایت ابھی تک زندہ رکھی ہوئی ہے۔
... اپنے اردگرد کے ماحول اور روایات پر
... ماحول" جو خود ساختہ ہے اور جہاں
... حاکمیت ہے جس میں چادر اور چار دیواری
... کا تو نام ہے اور عورت کے لئے نام نہاد
... ضمانت ہے یہاں اس کے لئے روٹی، کپڑا
... تو موجود ہے مگر کیا ایک عورت کی

عزت نفس، اس کی خودداری کا بھی پاس کیا جا رہا ہے یا نہیں؟ بالکل نہیں؟ اور اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "جو ہم عورت کی آزادی کے قائل نہیں یہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے"، عورت کے احترام کو اس کا مطالبۂ آزادی سمجھ کر اجتناب برتا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہمارے سکہ بند ماحول میں عورت نے کبھی گھٹن سے گھبرا کر آزادی کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ اس نے تو معاشرے سے اپنے لئے وہی قدر، عزت اور وقار مانگا ہے جو اس کا موروثی اور پیدائشی حق ہے اور جو صرف مرد کو تفویض کیا جاتا رہا ہے وہ آزادی کی طلب گار نہیں۔ کیوں کہ "آزادی" نے ہمیشہ اس کے فرائض، کاموں اور ذمہ داریوں میں اضافہ کیا ہے تنقید برائے تنقید نہ سمجھیں تو غور کریں کہ ہمارے علاقے کی تقریباً پچاس فیصد خواتین شعبۂ تعلیم سے منسلک ہیں ان پر دوہری ذمہ داریاں ہیں گھر، نوکری، بچے افسران بالا اور خاوند دونوں کی خوشنودی کا خیال، اکیلی عورت ان تمام محاذوں پر اکیلی مقابلہ کر رہی ہے دور دراز کے علاقوں میں نسبتاً مختلف عادات کے لوگوں میں رہ کر اپنے تدریسی فرائض انجام دینا، روزانہ بسوں کے دھکے اور کنڈکٹروں کے طعنے سننا، سارا دن کی جھک جھک کے بعد شام کو ایک مکمل گھریلو عورت کے فرائض نبھانا، پھر وقتاً فوقتاً خواتین افسروں کے پاس خیر سگالی دورے کرنا خواہ وہ سنٹر ہیڈ مسٹریس ہو یا اے۔ای۔او ہر جگہ چونکہ بقول اشفاق احمد "ساری شانیں سرکاری ہیں" اس لئے عورت بے چاری ان تمام، شاندار لوگوں کی عزت کرنے اور ان سے اپنی بے عزتی کروانے پر مجبور ہے جس میں اس کے اپنے بیٹے اور رشتہ دار بھی موجود ہیں اور ہمارے ماحول کی اس اکیلی لڑنے والی عورت کی

مدد تو کجا ہم اس کو ہر ... بھی نہیں کر سکتے کیوں کہ اس طرح ہمیں آزادیٔ نسواں کا علمبردار سمجھ کر ہمارے خلاف فتویٰ جاری کروایا جا سکتا ہے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ بیسویں صدی کے سارے فتوے انسانوں کو باہم لڑانے کا بہترین بہدف نسخہ ہیں۔

سو یہی عورت جو کرنل محمد خان، سجاد حیدر ملک، افتخار ملک اور فتح محمد جیسے دانشور پیدا تو کر سکتی ہے مگر انہی کی پیش کردہ پالیسیوں پر نکتہ چینی کرنے کا حق اسے حاصل نہیں کیوں کہ وہ تو کم عقل، بے زبان اور "آدھا سچ" پیش کرنے والی مخلوق ہے اس سے عقلمند پیدا تو ہو سکتے ہیں پر اسے سمجھا نہیں جا سکتا وہ منصور حلاج جیسے سچے اور سقراط جیسے زہر پی کر سچ بولنے والوں کی تربیت میں تو معاون ہے مگر اس کے اپنے ہی رشتے اسے صرف ایک چیز نہیں دے سکتے اس کا اصلی مقام، اس کی عزت اور اس کا اظہار ذات ہے!۔

ہمارے معاشرے کی عورت بسوں کے دھکے اور کنڈکٹروں کی گالیاں کھا سکتی ہے گھر آ کر شوہر کی پھٹکار اور بچوں کا شور سہہ سکتی ہے نہیں کروا سکتی، تو اپنی عزت۔ جو صرف اس لئے نہیں کی جاتی کہ اسے اپنے فرائض نہ بھول جائیں وہ مزید آزادی نہ مانگ بیٹھے حالانکہ باپ، بھائی اور شوہر کی دی ہوئی ہر آزادی اس پر مزید معاشی ذمہ داریاں ڈال دیتی ہے وہ مشین کی طرح ہر وقت اپنے فرائض اور اپنی "نام نہاد آزادی" کی قیمت ادا کرنے میں مصروف ہے اور المیہ یہ ہے کہ مرد اس کی صلاحیتوں کو ماننے یا اس کی ذات کے سحر سے بچنے کے لئے اسے رشتوں کی مار دینے پر مجبور ہے۔

باقی صفحہ ۲۷

حیدر آباد کی سیاسی صورتِ حال

انتخابی سیاست میں داخلہ = بے لگام گھوڑے = موروثی نشستیں

ایک عجیب و غریب بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ عناصر جو کل تک فوج کے ظلم و ستم پر افسانے سناتے تھے' چھاؤنیاں نہ بنانے اور فوج کی تعداد کم کرنے کا مطالبہ کرتے تھے' وہ اب آپس کے جھگڑوں میں سوائے فوج کے کسی اور کو اپنا محافظ نہیں پاتے۔ ڈسٹرکٹ کونسل حیدر آباد کے الیکشن میں تعلقہ بالا سے پیپلز پارٹی کے امیدوار کا ظلم و جبر سہنے والے ووساتی ہوں یا سینیٹر حمزہ خان بلیجو کی شکایات کرنے والے ٹھٹھہ سے رسول بخش بلیجو کے حامی 'نیشنل پیپلز پارٹی ٹنڈو محمد خان کے عہدیدار ہوں یا سندھی بلوچ پشتون فرنٹ کے حامی امیدوار' حلقہ ۲۵ حیدر آباد میں تالپور خاندان کی حمایت سے لڑنے والے امیدوار کے خلاف صف آرا ہونے والے پیپلز پارٹی اور دوسری جماعتوں اور گروپوں کے امیدوار ہوں یا نوابشاہ میں پی این پی کے حامی' سب کی یہ خواہش تھی کہ "فوج کی نگرانی میں الیکشن کرائے جائیں" اگرچہ یہ کوئی اچھی علامت نہیں مگر نوشتہ دیوار بھی یہی ہے کہ سب نے ایک زبان ہو کر سول انتظامیہ اور حکومتی پارٹی پر بے اعتمادی کا اظہار کیا اور فوج کو لاشعوری طور پر اپنا محافظ گردانا۔

سندھ مجموعی طور پر بلدیاتی الیکشن کے بعد تین سیاسی قوتوں میں تقسیم ہو گیا ہے۔ سب سے اوپر مہاجر قومی موومنٹ ہے کیونکہ اسے بلدیہ عظمیٰ کراچی اور بلدیہ اعلیٰ حیدر آباد کی حدود میں واضح اکثریت حاصل ہے۔ گویا نصف سندھ اس کی دسترس میں ہے۔ دوسرے نمبر پر مسلم لیگ ہے جسے بلدیہ سکھر کی حدود اور بیشتر میونسپل کمیٹیوں' ڈسٹرکٹ کونسلوں کی حدود میں اکثریت حاصل ہوئی ہے۔ تیسرے نمبر پر پیپلز پارٹی ہے جو ٹاؤن کمیٹیوں اور یونین کونسلوں میں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب رہی ہے جبکہ بیشتر ڈسٹرکٹ کونسلوں اور میونسپل کمیٹیوں میں اسے مقابلے کی پوزیشن حاصل ہے۔

ان تینوں کے بعد دوسرے درجے میں جماعت اسلامی' جمعیت علمائے پاکستان اور این پی پی کا نام آتا ہے۔ جماعت اسلامی نے کراچی میں' جے یو پی نے حیدر آباد میں اور این پی پی نے نوابشاہ میں کسی حد تک اپنا بھرم رکھا ہے۔"

اپنی دوسری رپورٹ کی اشاعت میں ہم نے بتایا تھا کہ۔۔ "۱۷ دسمبر کی صبح بلدیہ کے جناح ہال میں کمشنر حیدر آباد نے اور ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں ڈپٹی کمشنر نے نو منتخب کونسلروں سے حلف لیا۔ ڈسٹرکٹ کونسل میں تو کارروائی پر سکون رہی لیکن بلدیہ میں حسب توقع ہنگامہ خیز ثابت ہوئی۔ کارروائی گیارہ بجے کے بجائے ساڑھے گیارہ بجے شروع ہو سکی' کیونکہ پہرے' سڑک کی ناکہ بندی اور پولیس کے منع کرنے کے باوجود ایم کیو ایم کے بہت سے کونسلر جلوس کی صورت میں آئے۔ ۶۰ میں سے ۵۹ کونسلروں سے بلدیہ ہال میں اجتماعی حلف لیا گیا جبکہ ایک کونسلر رشید بھیا سے نارا جیل میں حلف لیا گیا' انہیں ۱۹ دسمبر کو رہا کیا گیا۔" "کمشنر نے دس بارہ منٹ میں اجتماعی حلف کی کارروائی مکمل کی تو پہلا نعرہ لگا" "زبردست زبردست۔ حق پرست حق پرست۔" "اس کے بعد حنیف راجپوت اور سلیم دانش مختلف نعرے لگواتے رہے' چائے کی میز پر شہداء کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ یہاں سے نعرہ بازی کرتے ہوئے کونسلر مرکزی دروازے تک آئے جہاں پولیس والے بڑی تعداد میں موجود تھے۔" ایم کیو ایم کے حامی کونسلر الطاف حسین کی رہائی کے ساتھ ساتھ مسلم لیگ کے خلاف بھی نعرہ زن تھے" تاہم انہیں پولیس نے جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ ہزاروں افراد نے قریب کی عمارتوں سے اور سڑک کے دونوں اطراف جمع ہو کر حلف برادری کا یہ تماشا دیکھا۔"

ہم نے اس سلسلے کی چوتھی رپورٹ میں اطلاع دی تھی کہ' "۳۰ دسمبر کو سندھ میں میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کے اور ۳۱ دسمبر کو ڈسٹرکٹ کونسلوں کے انتخابات مکمل ہو گئے۔ کراچی اور حیدر آباد' کارپوریشن کی سطح پر ایم کیو ایم کی "تحویل" میں چلے گئے جبکہ سکھر میونسپل کارپوریشن میں مسلم لیگ کو "مونہہ دکھائی" کا موقع مل گیا۔ حیدر آباد میں توقعات کے مطابق ایم کیو ایم کے میئر اور ڈپٹی میئر کے امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہوئے۔ میئر آفتاب احمد شیخ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر ہیں جبکہ ڈپٹی میئر رشید بھیا ایم کیو ایم کے ایک ممتاز کارکن رہے ہیں اور "ہارڈ لائنر" مشہور ہیں۔"

ہم نے یہ بھی لکھا تھا۔۔

"پیپلز پارٹی کے حلقے خوش ہیں کہ برسوں کے بعد حیدر آباد شہر اور ضلع دونوں پر ان کی حکمرانی قائم ہوئی ہے۔ پرانے تعلق سے وہ آفتاب احمد شیخ میئر بلدیہ حیدر آباد کو اپنا آدمی شمار کرتے ہیں جبکہ مخدوم رفیق نے بھی "عوام دوستی" کا بھرم قائم رکھا ہے۔ یہ ایک ایسا خواب ہے جو دورِ حکمرانی میں بھی پورا نہیں ہوا تھا۔ مگر آفتاب شیخ خود کو "حق پرست" کے سوا کچھ اور کہلوانے پر راضی نہیں' وہ بہت محتاط طریقے پر چل رہے ہیں۔ انہوں نے جہاں یہ کہا ہے کہ میں شہر کو کبھی نو گو ایریا بنانے کا موقع نہیں دوں گا" وہیں انہیں گفتگو کے ساتھ عمل میں توازن کا بھی احساس ہے کہ صوبے کی حکومت' ایم کیو ایم' پیپلز پارٹی اور بلدیہ کی خاموش حزب اختلاف (جس نے انہیں بلا مقابلہ کامیاب کرانے کا رول تاریخ میں نمایاں کیا ہے) کے درمیان توازن کو قائم رکھنا۔

ڈپٹی میئر رشید بھیا ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ گھر حالی روڈ کی نصرت کالونی میں ہے۔ والد بھورے خان راجپوت فتح ٹیکسٹائل ملز میں مزدور تھے۔ اب ریٹائر ہو چکے ہیں' ایک بھائی وزیر علی میں ملازم ہے اور ایک میٹرک میں پڑھ رہا ہے۔ بھائیوں کی طرح بہنیں بھی تین ہیں۔ رشید بھیا نے بھی اپنے والد کی طرح مزدوری کی' فتح ملز میں ڈپٹی اسپننگ ماسٹر کے عہدے تک پہنچے۔ سٹی کالج سے گریجویشن کرنے کے باوجود ہزاروں دوسرے مہاجروں کی طرح ملازمت کے حصول میں ناکام رہنے کے بعد کارخانے میں ملازمت کرتے رہے۔ اب پانچ سال سے اپنا کاروبار کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنے انتخاب پر کہا کہ ماضی میں یہ عہدہ نوابوں اور رئیسوں کے لئے مخصوص تھا مگر تاریخ کے اس پہیے نے جو دوسری سمت گھوم رہا ہے ایک بالکل غریب گھرانے کے فرد کو یہاں لا بٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا بلدیہ حیدر آباد کے پہلے اجلاس کی پہلی قرارداد الطاف حسین کی رہائی کے لئے ہو گی۔ وہی الطاف حسین جسے دعوت دینے کے بعد اس ایوان سے خطاب نہیں کرنے دیا گیا تھا۔ رشید بھیا نے جو کونسلر بننے کے وقت اسیر تھے اس تاثر کی نفی کی کہ گویا وہ نہیں جیتے کوئی کلاشنکوف جیت گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہم اسٹریٹ پاور کو ایوان میں لے آئے ہیں' اب حقوق کی جنگ مار دھاڑ سے نہیں دلائل سے لڑی جائے گی اور بلدیہ سے لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ کر کے ہم اس شہر کی تاریخ کو از سر نو لکھیں گے۔

آفتاب احمد شیخ نے بھی بلدیہ کے افسروں پر واضح کر دیا ہے کہ ہمارے کمٹمنٹس بہت زیادہ ہیں اور پہلا کمٹمنٹ یہ ہے کہ عوام کا پیسہ عوام پر ایمانداری اور سلیقے سے خرچ ہو گا۔ ۳۰ دسمبر کو کامیابی کے جلوس سے خطاب کرتے ہوئے ایم کیو ایم کے چیئرمین عظیم احمد طارق کا انتباہ بھی اسی نوعیت کا تھا کہ اگر کسی کونسلر نے کونسلری کو تجارت بنایا تو وہ بچ نہیں سکے گا۔"

گویا وہ نہیں جیتے، کوئی کلاشنکوف جیت گئی ہے!

حالات و واقعات تماشے کی طرح آگے بڑھ رہے تھے۔ تاریخی فتح حاصل کرنے والے بنگلوں اور ایوانوں کی سازشوں سے بے خبر خود کو تاریخ ساز کردار کے مظاہرے کے لئے تیار نہ کر پائے۔ وہ غیر جانبدار بیورو کریسی' بلدیاتی انتظامی مشینری اور عام سیاسی کارکنوں کا وہ خوف دور نہ کر سکے جو ایم کیو ایم کے تحریکی کردار سے انہیں لاحق تھا۔

جب مخصوص نشستوں پر بلدیہ کے کونسلروں کا چناؤ ہوا تو ہم نے اس ایک جملے میں واقعات کے دریا کو بند کرنے کی کوشش کی کہ "مسلم لیگ اس جن کے پیروں تلے کچلی گئی ہے جسے خود اس نے بوتل سے نکالا تھا۔" اس سلسلے میں ہماری رپورٹ یہ تھی۔۔

"ایم کیو ایم نے بلدیہ حیدر آباد کی نو مخصوص نشستوں میں سے سات جیت کر واضح برتری کو برقرار رکھا ہے۔ اب بلدیہ حیدر آباد کے میئر اور ڈپٹی میئر کا چناؤ ۳۰ دسمبر کو گیارہ بجے دن ہو گا۔ حکومت سندھ نے عین وقت پر ورکرز کی ایک نشست کم کر کے انہیں چار سے تین کر دیا' جبکہ خواتین کی نشستیں حسب سابق چھ رہیں۔ حکومت کے اس فیصلے کا نقصان حکومت کے آدمی ہی کو پہنچا اور محمد یوسف قریشی بارہ ووٹ لینے کے باوجود ہار گئے۔ انہیں مجموعی طور پر تیرہ ووٹ ملے' لیکن ایک تکنیکی بنیاد پر مسترد کر دیا گیا' اگر اسے بحال بھی کر دیا جاتا' تو فائدہ نہ ہوتا' کیونکہ ایم کیو ایم کے دو امیدواروں نے چودہ' چودہ ووٹ اور ایک نے سولہ ووٹ لے کر کامیابی حاصل کی' سابق کونسلر قوس گل خٹک کو صرف ایک ووٹ ملا۔ ایم کیو ایم کے کامیاب امیدواروں میں سہیل مشہدی' اخلاق احمد اور سعید احمد خان شامل ہیں۔ سہیل مشہدی ایم کیو ایم کے مرکزی لیڈر ہیں اور پچھلے دنوں اسیر تھے۔ ان کے والد اور والدہ دونوں پیشہ تدریس سے وابستہ ہیں' جبکہ ماموں سید عابد علی رضوی زمانہ طالب علمی میں لیڈر تھے اور ان دنوں جے یو پی سے وابستہ ہیں۔ عابد رضوی نے ایم کیو ایم کے امیدوار کو شکست دے کر کونسلر بننے کا اعزاز پایا ہے۔ یوں تو ماموں' بھانجے دونوں کونسلر ہو گئے ہیں' مگر ان کے سیاسی راستے جدا ہیں۔ اخلاق احمد ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۳ء میں کونسلر چنے گئے' مگر اس بار ایم کیو ایم کی طرف سے امیدوار ہونے کے باوجود ہار گئے' لیکن ایم کیو ایم نے اس ہار کو اب جیت میں بدل دیا ہے۔ اسی طرح سعید احمد خان کو اس وقت شہرت ملی' جب چیمبر آف کامرس کے صدر شاکر علی جعفری سے ان کا مقابلہ ہوا۔ سعید احمد خان اسیر تھے' اس کے باوجود ایم کیو ایم کے الزام کے مطابق شاکر جعفری دھاندلیوں کے ساتھ محض ایک سو ووٹ سے جیت سکے۔ ایم کیو ایم نے سعید احمد خان کو جتوانے کے لئے مخصوص نشستوں کا سہارا لیا۔ ان کی کامیابی کا منظر بھی بہت مسرت آمیز تھا۔

خواتین کی چھ نشستوں پر بالترتیب عابدہ احسان (۱۰ ووٹ) بیگم مریم عباس (۹ ووٹ) بدر النساء (۹ ووٹ) ممتاز جمیل (۸ ووٹ) عظیم اختر (۸ ووٹ) اور امت الکریم (۷ ووٹ) نے کامیابی حاصل کی۔ ان میں سے امت الکریم کو جے یو پی کے حامیوں کی اور بدر النساء کو [illegible] گروپ کی حمایت حاصل تھی۔ بقیہ چار کا تعلق ایم کیو ایم سے ہے۔"

قرطبہ گیتوں کا دارالحکومت کہلاتا ہے

[illegible] وہ دل کی مانند تنگ ویران [illegible] [illegible] ابن رشد [illegible] ٹوٹی پتھروں کے فرش پر چلتا ہوا [illegible] قدیم قرطبہ میں پہنچ گیا۔ المنصور اور ابن رشد کے قرطبہ میں جس [illegible] ذکر سے مسلم اندلس کی تاریخ روشن ہو جاتا [illegible] میرے تخیل میں جواں تھا۔ گلی کے دو [illegible] تو میوں کی سربلند دیواریں ان کے درمیانی [illegible] خاموشی معلوم ہوتا ابھی ابن رشد اس راہ سے گزرا ہے۔ بغل میں قرآن نگر میں فلسفہ و تحقیق دنیائی [illegible] پریشانیاں گرمیں لیے [illegible] اس کے [illegible] سادہ ہو گیا ہے قرطبہ والے گلی کو گلی ہی لکھتے ہیں [illegible] ابن رشد کو [illegible] روز پڑھتے ہیں۔ میں نے الیواروزنا کے نیچے ابن رشد لکھ دیا اور ابن رشد کے قدم آشنا پتھروں پر چلنے لگا۔ ایک موڑ پر سیاحوں کی ٹولی راستہ کاٹ کر نکل گئی۔ گائیڈ انہیں المنصور کا محل دکھانے لے جا رہا تھا جو اسی گلی کے موڑ پر ہوتا تھا۔ یہ قرطبہ کی سب سے خاموش گلی ہے اتنی خاموش کہ آپ ابن رشد کے [illegible] کی آہٹ بھی سن سکتے ہیں۔ اس نے داستان [illegible] تخیل کا مزید پانی ڈالتے ہوئے کہا۔

[illegible] منصور کی سسکیاں بھی [illegible] اس کی [illegible] میں سے ایک قہقہہ اونچی دیواروں سے ٹکرا کر واپس آ گیا۔ مقید یا محبوس میں پھولوں نے سر جھکا کر اظہار ناپسندیدگی کیا۔ ہر منزل [illegible] ہر مقام کے اپنے آداب ہوتے ہیں۔ فکر و گریہ کی منزل میں قہقہہ شرک ہے۔ میں نے سنت یاد کی [illegible] مسجد کے سنگ در [illegible] سے لپٹ کر اعلان توحید کیا تھا۔ منزل عزیمیں شرک قہقہہ میں کیونکر شرکت کرتا۔ بغل میں قرآن [illegible] دستار پہنے [illegible] فکر و فن [illegible] عروج و زوال کی گونج کا اسیر [illegible] خاموش چلتا رہا۔

ایک قوم نے اپنی زندگی کا ملبہ ترتیب دے کر اتنی بلند دیواریں اٹھائیں ان پر توانائی فکر کا اتنا مرتا پہنتر [illegible] صدیوں بعد بھی کہیں کوئی خراش نہیں۔ لمحات [illegible] قوم نابود یہ ثبت فکر زوال زندگی۔ وہ اس [illegible] پیام حیات بن کر آئے۔ یہاں سے نشان عبرت بن کر گئے۔ عمل مشرف بہ مقصد چشمہ ہے حیات عروج محروم مقصد چشمہ آب شور۔ آہنی جالیوں کے پیچھے شاخ گل نے مسکرا کر گل کے خاتمہ کا اعلان کیا۔ گلی در زرد گل سے پورے سال خزاں زدہ فوارہ نغمہ صبح کا الاپ کر رہا تھا۔

پھر کے ویران تھا۔ میں ایک کھلی گلی میں چلنے لگا۔ جدا [illegible] تھا۔ باب تو بہ اسی سمت ہوگا۔ صحن اشجار میں دو برقعہ پوش خواتین حیران کھڑی تھیں۔ میرے قدم رک گئے ایک دفعہ پھر تخیل کے قرطبہ میں تو نہیں پہنچ گیا؟ صحن اور برآمدے میں نہ کوئی فقیہہ نہ طالب فکر و دانش سکول کے بچے زرق برق لباس پہنے چلے آ رہے تھے۔ جامع کے در داخلہ سے ایک تیز و باریش شخص برآمد ہوا۔ اپنے ارد گرد اور سیاحوں کے گرد اگرد کے خواتین و حضرات کو تیز رفتاری سے پھلانگتا آ رہا تھا۔ جیسے کوئی خوف تعاقب میں ہو۔ برقعہ پوش خواتین فیشن ریش والے سفید پوش کے ہمراہ صحن جامع سے نکل گئیں۔ سپین کے قادیانی مشن کا سربراہ دیدار جامع کے ساتھ ساتھ ڈیوٹی بھی ادا کر رہا تھا۔

آج مسجد میں بچوں اور صلیب بردار استانیوں کی تعداد خلاف معمول تھی۔ ٹولیاں نخلستان قرطبہ میں گھوم پھر رہی تھیں۔ ایک بزرگ سیرت جوڑا میرے تعاقب میں ہو لیا۔ جامع کے ایک ویران کونے میں تو بزرگ صاحب بھی رک گئے۔ تبادلہ صلاح کے بعد تبادلہ تعارف شروع کر دیا۔ "ہم آسٹریا سے آئے ہیں؟" "میں پاکستان سے

آیا ہوں۔" بزرگ نے مجھے خوش کرنے کے لیے کہا یا دُکھ دینے کے لیے کچھ سمجھ نہیں آیا۔ اس کی مائی نے بھی سر ہلا کر اپنے بزرگ کی تائید کی۔ پھر وہ دونوں میرا منہ تکنے لگے۔ دیوار گریہ سے شکریہ کی آس ہی باہر سی ... میاں نے کیمرے کی آنکھ پر آنکھ رکھ دی "میں آپ کا تصویر بنانا چاہتا ہوں" "معاف کرنا آپ کو غلطی ہو گئی ہے میں نے ہرگز یہ مسجد نہیں بنوائی۔ ان میں دیکھیے شاید کوئی دعویدار مل جائے" میں نے عروج و زوال جامع کے سٹیج ڈرامہ کے کرداروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مائی پھر مسکرانے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں۔ "وہ تو ... کر رہے ہیں" "تو آپ کے خیال میں میں کیا کر رہا ہوں" "اگر آپ ایڈریس لکھ دیں تو میں آپ کی تصویر پاکستان بھیج دوں گا" اس نے پیشہ ور سیاحوں کا روایتی جال پھینکا "شکریہ"۔ وہ مشترکہ مسکراہٹ پھینک کر دوسری طرف چل دیے۔ جامع قرطبہ میں نے بنائی ہے! ان کا مطلب یہ تو نہ تھا کہ شرم کرو۔ مسجد اتنی خوبصورت بنائی اپنے اعمال و کردار کی ذرہ بھر اصلاح نہ کر سکے"۔ محراب کے سامنے با جماعت نقل صلوٰۃ اتاری جا رہی تھی۔ بلا امام۔ سب بچے ایک ہی قطار میں قیام و سجود کے مراحل میں ملے۔ خوبصورت زرق برق عربی لباس میں نقل را عقل باید۔ تالیوں کی گونج پر مڑ کر دیکھا تو چرچ کے سٹیج پر منظرِ زوال آخری مرحلہ میں تھا۔ فرڈی نینڈ جامع قرطبہ میں داخل ہو رہا تھا۔ پادریوں اور درباریوں کے جلوس کے ساتھ تالیاں دیواروں اور ستونوں کی محرابوں سے ٹکرا ٹکرا کر خوفناک ہوتی جا رہی تھیں۔ دیدہ و گوش منزل امتحان میں ہمت ہارنے لگے تو واپس چل دیا۔ منتظم سے نمائش تصاویر کے بارے میں پوچھا تو بس مسکرا دیا۔ "وہ تو صرف ایک روز کے لیے تھی" "دوبارہ صدیوں کی کہانی صرف ایک دن ہی ختم کر دی؟" "نہیں وہ تو ابھی جاری ہے یہ ڈرامہ دیکھ لیں اس میں پوری کہانی مل جائے گی"۔ "لیکن مجھے معلوم ہے میں صرف تصاویر دیکھنا چاہتا ہوں" "سوری وہ تو ممکن نہیں"۔ باہر آیا تو نہ ہی دھوپ تھی نہ سایہ۔ ہر طرف اندھیرا سا چھا رہا تھا۔ ہوا چل رہی تھی۔ پتے ساکت تھے۔ سورج چمک رہا تھا۔ دھوپ غائب تھی۔ کہانی موجود تھی مسجد کہیں نظر نہیں آئی۔ زوال کی سیاہی میں عروج کی چمک بھی گم ہو جاتی ہے۔

جامع قرطبہ اس ملک میں عروج و زوال مسلم کی چشم دید گواہ ہے۔ اسی مسجد کے منبر سے قیام خلافت کا اعلان ہوا۔ اسی گلستان کے ایک اندھیرے گوشے میں علماء و امراء ملت نے سلطنت مسلم کے سینکڑوں شہر اور قلعے عیسائیوں کی نذر کرنے پر اتفاق کیا کہ وہ دوسرے مسلمانوں کی امداد سے باز رہیں۔ جامع قرطبہ ہی میں اہل قرطبہ ڈرامہ خلافت کیلئے رستے اور پھر یہیں پر اس ڈرامے کا سین ختم ہوا۔ علماء و شرفاء نے خاتمہ خلافت کا فیصلہ کیا۔ یہیں سے زوال کا ڈرامہ شروع ہوا۔ خلافت ختم تو سلطنت ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ریاستیں ایک ایک کر کے مٹتی رہیں اور پھر سب کچھ مٹ گیا۔ اہل قرطبہ اور جامع قرطبہ کے فیصلے ان کے اور ان کی ... سلطنت کے مکمل خاتمہ کا سبب بنے۔ اتنی حسین مسجد اتنے بدصورت فیصلے؟ میں باب توبہ کی تلاش میں چلا اور کنارے وادی الکبیر جا نکلا۔ ارادہ تھا باب القنطرہ میں گھوم پھر کر آل عمار بن یاسر کے مساکن کے در و دیوار کی زیارت کروں گا۔ آل عمار ابن یاسر کا محلہ جس نے فقیہوں اور جرنیلوں کو جنم دیا۔ علم و جرأت کے صدیوں قدم چومے۔ قدم اس کی خاک نہ چوم سکے۔ خواہش و دیدار بکھر خیالات میں بہہ گئی جو بے نیاز خاموش وادی الکبیر غمیدہ گزاروں کے سروں پر مزین صدیوں کے پرانے طویل پل کے نیچے سے ایسے بہہ رہا تھا جیسے بہت ہی تھک چکا ہو۔ تھکا ماندہ مسافر تھکا تھکا سا وادی الکبیر پل پر قدم رکھا تو محسوس ہوا وہ لرزنے لگا ہے۔ میں نے جلدی سے دیوار پل کو تھام لیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ رومن بنیادیں عربی محرابیں وادی الکبیر کا پل جس کی تعمیر نو پر عرب صدیوں فخر کرتے رہے۔ ہشام اول نے ایک دفعہ پھر اس پل کی مرمت کرائی تو اہل شہر نے کہا اس پار شکار کھیلنے کے لیے اتنی رقم خرچ کی گئی۔ ہشام نے سُنا تو زندگی بھر محل سے متصل وادی الکبیر کے پل پر قدم نہ رکھنے کا عہد کیا۔ زندگی بھر یہ عہد پورا کیا۔ یہ پل صدیوں سے فن تعمیر کے عشاق کا قبلہ چلا آتا ہے۔ وہ عظمت و

قحطائیوں نے مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی مانند ذبح کیا تھا۔ عالم، فقیہ، ادیب قصاب اور بھیڑ بکریاں رنگ رنگ ٹوٹی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس سے گزر کر ... اونچے سروں میں تبادلہ خیالات کرتے یادوں کا منزل کٹھن ہے۔ وقت کم ہے۔ غیر مسلم اور مسلمانوں کی ہزاروں داستانیں اسی پل کے تن سنگ ... کر دی ہیں۔ ... کے لیے اہل گوش و ہوش ہوں کی آواز میں پوشیدہ نغمہ و آہ و زاری سن سکتے ہیں ... پل آئینہ ایام تھا۔ قلب کے لیے آئینہ ... کے ... نام کے نکارہ کے لیے پل مناسب جگہ ہے۔ نہ کوئی برقی تار نگاہ کو توڑتا ہے نہ دیوار دیدہ روانے فلک کو تار تار کر سکتی ہیں۔ پل کے دونوں ... دو ... قرطبہ کا بے داغ نیلا فلک ... ہو تا ہے ... فلک کی بجائے ... رہا تھا ... بہت ... تھا۔ دائیں طرف ... چھت۔ چھوٹے پودے ... دریا میں بکھرے ہوئے تھے۔ پتھر کے خوفناک سیاہ بت پانی سے سر نکال نکال کر گھورنے لگے۔ تاریخ کے سیلابوں میں بہہ گئے۔ ... کی شکستہ دیواریں جو اب بھی وادی الکبیر نے سینے سے لگا رکھی ہیں۔ آغوش میں چھپا رکھی ہیں۔ دور دور تک پن چکیوں کے ... محافظ قرطبہ سنت رافیل نے گھنگھرو مار کر مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ ماضی سے نکل کر حال میں آ جاؤ۔ جامع قرطبہ کے مینار پر محو پرواز سنت رافیل کی نسبت پل کا پہرہ دار سنت رافیل کمال نو عمر اور صحت مند ہے۔ صدیوں سے فضا میں معلق رہ کر قرطبہ اور اہل قرطبہ کی حفاظت کے مشکل مشن کی وجہ سے اس کی صحت کا متاثر ہونا لازمی تھا۔ یہاں وہ مٹی اور پانی سے قریب ہے۔ عدم تحفظ کی شکار خواتین قرطبہ اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے ہر روز اس کی تیل مالش کرتی ہیں۔ سنت جی کے مسل بہت اچھے بنے ہوئے ہیں اگر میری

پھول دیکھ کر سینکڑوں سال پرانے پتھر یاد آنے لگے

جلال اور یہ عالت زار؟ اسلامی دور میں پل کے پار بھی دو آبادیاں تھیں۔ ربض منیترا البعب اور ربض شقندہ عالم فقیہہ اور ادیب اسماعیل بن محمد شقندی کا شقندہ وہی شقندہ جہاں اہل قرطبہ نے ایک دوسرے کو چھریوں سے کاٹ کاٹ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ یہاں یہ اور فخر یہ قرطبہ کی لڑائی میں قرطبہ کے

طرح اس کے مسل بھی کمزور ہوتے تو صدیاں پل کی دیوار پر کھڑے ہو کر کیسے پہرہ دیتا جیسے جیسے پل پر آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اسی رفتار سے چلتا رہا تو آخری سرے پر پہنچ بھی سکوں گا؟ مجبوراً تیز چلنے لگا۔ سنت رافیل مسکرا نے شاید کہہ رہے تھے۔ تمہارے بڑے بھی تیز قدم

ہوتے تھے مگر اس وقت آپ کہاں تھے؟ دل میں آئی پوچھ لوں پھر خیال آیا پتھروں سے باتیں کرنا شرک ہے۔ قدم اور بھی تیز ہو گئے۔ سنت رافیل نے اپنے گلے سے سرخ رومال اتار کر فضا میں اچھال دیا۔ وادی الکبیر کا پانی خون ہو گیا پل کی محرابیں سونے میں بدل گئیں۔ پل کے آخری سرے پر ایک چھوٹا سا خوبصورت قلعہ نما برج ہے جس کے درمیان گزر کر پل پر آتے ہیں۔ اب دور ہے یہ قلعہ چیکنگ پوسٹ تھی۔ اس وقت قلعہ میں متعین فوج پل کی حفاظت کرتا تھا۔ اب اکیلے سنت صاحب صدیوں سے یہ ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ قلعہ کے گرد پختہ نہر ہوتی تھی۔ وادی الکبیر کا پانی قلعہ کی دیواروں

وہ پیام حیات

بن کر آئے

نشانِ عبرت بن کر گئے

کے گرد نصف چکر مکمل کر کے دریا میں واپس آ جاتا۔ قلعہ کے پاس چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔ خستہ حال میں دریا کی منڈیر پر بیٹھ گیا۔ اکثر سیاح پل اور قلعہ دیکھنے آتے ہیں۔ بچوں کی حیرانی سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہوں نے زیادہ سیاح نہیں دیکھے۔ یہ بھی ممکن ہے انہوں نے مجھ جیسے سیاح نہ دیکھے ہوں جو خون کے خوف سے دریا کے کنارے بے سدھ بیٹھے لہریں گننا شروع کر دیں۔ پیچھے ایک تہذیب تھی۔ سامنے سطح آب کے نیچے اس تہذیب کے آثار پوشیدہ تھے دریا کے پار دور تک اسی تہذیب کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ قومیں مٹ جاتی ہیں۔ ان کی تہذیب کے باقیات پیچھے رہ جاتے ہیں۔ بعد میں آنے والے ان تہذیبی علامات سے مٹنے والوں کی بلندی تعمیر اور عظمت تہذیب کا اندازہ کرتے ہیں۔ تہذیب اہل تہذیب کی نسبت پائیدار ہوتی ہے۔ توانا ہو جاتی ہے۔ تہذیب کی پائیداری اور توانائی ان کے تماشوں کے ذہنی اور جسمانی زوال کا سبب بنتی ہے۔ تہذیب کی خوراک خالق مالک تہذیب ہوتے ہیں۔ اس کی زندگی ان کی موت میں اس کی عظمت ان کی ذات میں اس کی بلندی ان کی پستی سے ہوتی ہے۔ وادی الکبیر کا پل، تہذیب ہے اس کا پہریدار سنت رافیل تہذیب ہے۔

ہے۔ پل کا نگران برج تہذیب ہے۔ زیر آب پوشیدہ پتھریلے بندوں کی دیواریں اور پن چکیوں کی کوٹھیاں اور پنجر تہذیب ہیں۔ وادی الکبیر کے مضبوط پختہ کناروں کے درمیان رواں دواں پانی زندگی ہے۔۔۔ تہذیب و ثقافت کی مضبوط دیواریں اس زندگی کا رخ متعین کرتی ہیں۔ سونے بھر سوئے فنا ان دیواروں کے درمیان سے گزر جانے والا پانی ان سے جا ہوتا جانے والی زندگی پھر کبھی نہیں آتی۔ آخر کیوں؟ یہ بچوں کا شور بڑھ گیا تو میں اٹھ کر سڑک پر چلنے لگا۔ آبادی کا سینہ چیر کر گزرنے والی سڑک کے دونوں طرف کی دکانیں اور مکان بھی اپنے باسیوں کے چہروں کے ہم حال تھے قرطبہ کے نہیں کسی اور شہر کا حصہ معلوم ہوتے تھے جس نے بدلے دور سے ابھی اپنا رشتہ قائم نہیں کیا۔ صنعت، علم، آبادی، خوشحالی ایک وقت قرطبہ ہر لحاظ سے دنیا سے آگے تھا۔ آج یہ ہر پہلو سے یورپ کیا تیسری دنیا کے معروف شہروں کے بہت سے شہروں سے پیچھے ہے۔ آبادی اب قرطبہ سے بھی پیچھے ہے یہ پتا نہیں چلتا کہ قرطبہ کو اپنے گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ سوال ایک بار پھر پیدا ہو گیا کہ گناہ افراد اور قوموں کی ملکیت ہوتے ہیں یا سنگ و خشت کی میراث۔ اہل قرطبہ کے بارے میں سنا تھا بہت سیاح نواز ہوتے ہیں نرم دم گفتگو گرم دم اختلاط۔ اس پسماندہ بستی میں بھی کوئی کارواں سے بچھڑا عرب مزاج نہ ملا۔ قرطبہ میں دو پہر تک وقفے میں عربوں کی نشانی دکھائی دی۔ ان کے چہروں کے نقوش آنکھ اور بالوں کی سیاہی بھی عربوں کی دین ہو سکتی ہے۔ عرب گئے تو بہت کچھ پیچھے چھوڑ گئے۔ وقت کے ساتھ ان کا اثاثہ مٹتا جا رہا ہے قرطبہ میں باہمی تعصب اور نفرت بھی محسوس نہیں ہوا

تھے۔ عربوں کی محبت کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ مسلمانوں کی فکر اور ذکر یہ حیات میں تو کوئی خرابی نہیں۔ ان کا طرز حیات و طرز تربیت تو اس کا سبب نہیں بنتا؟

یادوں کی خوشبو

کبھی ختم نہیں ہوتی

نہ معلوم کیوں پل پر سے سفر واپسی میں طرح طرح کے سوالات پریشان کرتے رہے۔ سورج کی شعاؤں کا سطح آب پر زاویہ کافی ترچھا ہو چکا تھا۔ کمال شفق کا وقت معین ابھی کافی دور تھا۔ پھر بھی سطح آب کی نیلی رنگت میں سرخی کی ملاوٹ شروع ہو چکی تھی۔ اہل قرطبہ پانی سے پن چکیاں چلا کر ان میں آٹا پیستے رہے۔ نفرت و تعصب کی آگ سے چلنے والی چکیوں میں خود پستے رہے۔ تعصب کی آگ سے چلنے والی پن چکی میں پس جانے والی قوم کا کیا انجام ہوتا ہے۔ اس کی تو کافی سمجھ آگئی تھی۔ پانی سے چلنے والی چکی کیسے پستی ہے پل سے جنوب کی طرف ایک ٹاپو پر نیم دراز پن چکی دیکھ کر خیال آیا یہ بھی دیکھتے ہیں کنارے اور ٹاپو کے بہنے والی پانی کی لہر کافی توانا تھی۔ اس سے پاؤں چھو کی ہمت نہ ہوئی۔ دور ہی سے اس کا قریبی جائزہ لیا اور وادی الکبیر کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ یہیں کہیں آج محل تھا۔ تہہ آب سے مرمریں ستونوں کی فصل اگ آئی کنول کی مانند نرم و نازک ستون پانی سے ذرا اوپر اٹھے تو ان کے سروں پر شاہی محل کا فرش بچھا دیا

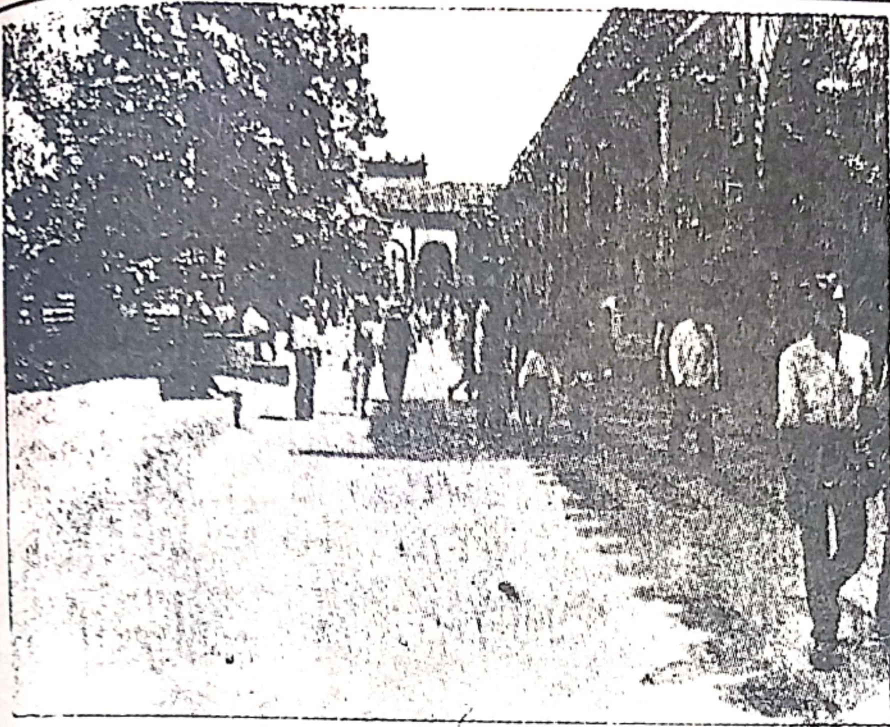
زوال کی سیاہی میں عروج کی چمک گم ہو جاتی ہے

عرب اپنا جوہر مرگ ساتھ لے گئے۔ فاتحین نے مفتوحین کے انجام سے از زندگی پایا۔ اہل اسلام نے تو زوال قرطبہ سقوط غرناطہ سے بھی کچھ نہ سیکھا۔ یہ صورت خرابی ان کی فطرت میں ہوتی ہے؟ ایک ہی ملک اور شہر میں رہنے والے برادران اسلام نفرت و تعصب کی آگ میں جل جلا رہے ہوتے ہیں۔ وہیں بسنے والے غیر مسلموں کے دل و دماغ میں اس مرض کا نشان تک نہیں ملتا۔ یہ قرطبہ کے غیر مسلم پہلے بھی ایسے

گیا۔ گردش دوراں نے مرمریں ستونوں کی فصل کاٹ لی۔ ان کی بنیادیں اب بھی زیر آب، اب بھی اپنے اور حال پر آنسو بہا رہی ہیں۔ اموی خلفا نے اپنے اجداد کے دمشق میں محل کی یاد میں کہیں کہیں محل بنوایا تھا۔ مترنم روشوں کا باغ اور نغمہ سرا پانیوں کی سیر گاہ بھی اسی کنارے کہیں ہوتی تھی۔ اہل قرطبہ القصر کے سامنے وادی الکبیر کے کنارے پارک پر بھی محنت کی۔ اس میں چلتے ہوئے سیاح بلا ارادہ

ماضی کے محلوں اور باغوں کو یاد کرنے لگتا ہے۔ کوہ قرطبہ کی بلندیوں سے زیر زمین بہتی پائپوں کے ذریعے شفاف باغوں اور محلوں کے مرمریں حوضوں اور نہروں سے ہوتا دریا کے گدلے پانی سے ہم آغوش ہو جاتا۔ الققر کے ساتھ چلنے لگا۔ مضبوط پتھروں کی بیرونی دیواریں زمانے کی چھینی نے جگہ جگہ جالیاں بنا دی ہیں۔ ایک جالی سے جھانک کر دیکھا تو باغ بہشت کی نہر رواں کے گرد حور و غلمان جھوم رہے تھے۔ پانی جسنی فواروں سے

صدیوں کی کہانی
ایک دن
میں ختم کر دی



مسجد قرطبہ کا بیرونی صحن

...ے بوڑھے بوڑھیاں قرطبہ چلے آئے ہیں۔ دھوپ سورج سیاحت اور میلہ قرطبہ میں کتنا کچھ ایک ہی جگہ مل جاتا ہے۔ بچوں کا میلہ جوانوں کا میلہ ٹھیلہ اور بوڑھوں کا ذرا عمر رفتہ کو آواز دینے کا وسیلہ۔ بوڑھے بل فائٹر نے ابھی محفل آٹو گراف جمائی تھی۔ وکٹوریہ پارک میں میلہ اپنے پورے جوبن پر تھا۔ اشرف اور سمیع میرے لیے آج حسن روشنی اور مست خرامی سے چھٹی پر تھے وہ مجھے پرانے قرطبہ کے مزید گلیوں اور بازاروں میں گھمانا چاہتے تھے۔ میں ان کے اس ایثار کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ وہ آج کی شب یہیں رہ جانے پر آمادہ کر رہے تھے۔ میرے پاس دن اور راتیں بہت کم تھے۔ ان کے خلوص و محبت پر نچھاور کرنے کو چند گھنٹے باقی بچے تھے۔ میلے سے ہم ایک بار پھر عیسائی قرطبہ میں مسلم آثار تلاش کرنے چل پڑے۔ قرطبہ میں مسلم دور کے نوادر میں سے صرف ایک حمام باقی ہے ...ری نیلر کی ملکہ میری کے خاوند فلپ دوم کو اگر معلوم ہوتا کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کے حمام بھی اس کی اولاد ...ں کمائی کا وسیلہ ہوں گے۔ تو وہ "کفر" کی یہ باقیات بے نشان نہ کرتا۔ قرون اولیٰ کے یورپ میں صفائی اور نہانا اہل چرچ کے نزدیک کافرانہ فعل تھا۔ کوئی دیندار بادشاہ ان گندوں کی باقیات کو باقی رکھ کر کافر نہیں ہو سکتا تھا۔ عیسائی پادری اور راہب جسمانی گندگی کو روحانیت کی منزل کا زاد راہ سمجھتے تھے۔ مقام سینٹ... تک ...بی ایک خاتون نے اپنی روحانی اور عیسائی بزرگی اور روحانیت کا رعب ڈالنے کے لیے لکھا کہ اپنی ساٹھ سالہ عمر عزیز میں انہوں نے ہاتھوں کی انگلیوں کی پوروں کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کبھی نہیں دھویا۔

"یہ ایک حمام بھی انہوں نے سمیع کے لیے بچا لیا تھا۔" اشرف نے پھر سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔

"نہیں انہیں معلوم تھا کہ ایک دور میں تم قرطبہ پر حملہ کر دو گے اور تمہاری فکری غلاظت کسی چھوٹے حمام میں دھل سکے گی۔" سمیع نے اینٹ کا جواب چھوٹے سائز کے پتھر سے دیا۔

"اچھا تو تمہارے اجداد کو اتنے زیادہ حماموں کی اسی لیے ضرورت ہوتی تھی۔" تنگ گلی کا موڑ مڑتے ہوئے اشرف نے سمیع کا پتھر لوٹا دیا۔ سمیع مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ بڑی گلی کی طرف سے ایک جوڑا برآمد ہوا۔ خاتون کے ہاتھ میں تازہ پھولوں کا گلدستہ تھا۔ سمیع نے مسکرا کر اشرف کی طرف دیکھا۔ اس نے منہ دوسری طرف کر لیا میری سوچ ان کا ساتھ نہ دے سکی۔

"آپ گلدستہ قبول کر لیتے؟" سمیع نے مسکرا کر کہا۔

"وہ اس کے لیے لائے تھے؟" میں نے مداخلت کی

"اگر یہ منہ دوسری طرف کرتا تو وہ کوئی اور رنگ والا تلاش کرنے کی زحمت سے بچ جاتے۔"

"میلہ منانے کے لیے یہ عملی مذاق کے کئی طریقے اختیار کرتے ہیں۔" اشرف نے پھولوں کو پشت دکھانے کی وضاحت کی۔ دوسرے بازار سے اس نے خود ایک میانہ گلدستہ خرید لیا۔

"لوگ یہ سمجھیں کہ اس سے پہلے ہی مذاق ہو چکا ہے۔"

"نہیں یہ کسی اور مقصد کے لیے ہیں۔" اس نے سمیع کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر مقامی زبان میں تبادلہ خیال کیا۔ سمیع نے گردن کے جھٹکا سے اظہار پسندیدگی کر دیا۔ قرطبہ کی گلیوں اور بازاروں میں وہ یہ گلدستہ اٹھائے اٹھائے پھرا۔

سورج اپنی چوتھی منزل میں داخل ہوا تو سمیع نے قرطبہ میں آخری چائے کی دعوت دی۔ چھوٹے سے چائے گھر میں نوجوانوں کا ہجوم تھا۔ ریڈیو پر کوئی نغمہ بج رہا تھا۔ جام بدست لڑکے لڑکیاں جھوم رہے تھے۔ اس سرمستی میں وہ کبھی "اوے اوے" پکارتے۔ میں نے اشرف سے اس کا مطلب پوچھا تو اس نے قہقہہ لگایا۔ سمیع کے بزرگوں میں سے ایک گانے والے کا نام تھا اسے یاد کر رہے ہیں۔ اندلس میں قرطبہ گیتوں کا دارالحکومت کہلاتا ہے۔ اسے یہ شرف بھی اس کے بزرگوں کی طرف سے ملا۔ اس لیے اسے دیکھتے ہی نعرے لگانے لگے ہیں۔ سمیع گیت کی دھن پر مراقبہ کی حالت میں تھا اس نے سر اٹھا کر اشرف کی طرف دیکھا۔ "تم انہی بربروں میں سے ہو جن کی وجہ سے یہ شہر حسن اور عظمت سے محروم ہوا۔"

تمہارے بزرگ راگ راگنیوں میں کمال پانے کے وا اپنے تحفظ کے لیے بربروں کے محتاج تھے۔ وہ سیکھنے بیٹھ جاتے تو تمہارے سازوں کی... ت کون کرتا"۔ معلوم ہوتا تھا فارغ اوقات میں اپنے اجداد کے بارے میں اشرف کو کافی کچھ بتا چکا اس کے گھر اندر شہری کا بھیدی تھا۔

آپ کے ملک میں اس جیسے اور بھی ہیں یا نہیں تھا جیسے ملک سے نکال دیا آپ نے؟" سمیع نے کی طرف گھورتے ہوئے مجھ سے پوچھا۔

اس سے پہلے کہ میں کوئی جواب دیتا۔ اشرف بول کستان میں تو اپنی قسم کا میں اکیلا ہی تھا۔ وہاں سے کیا۔ آپ کے ملک میں آپ جیسے اتنی بڑی تعداد حکومت ہر سال سینکڑے ہزار کو نکالتی ہے نہ رف نہیں ہوتی..."

بیرے نے چائے کے نام پر قہوہ میز پر جما دیا ے "رون لیبو" کا نعرہ بلند کیا۔ بیرے نے اس میں دیکھا جیسے سمیع نے اس سے دودھ نہیں نگ لی ہو۔

ہوٹل پہنچے تو مائی صاحبہ نے ہمارا بوریا استقبالیہ ور میں منگوا رکھا تھا تاکہ نئے مہمان کے لیے استہ کیا جا سکے۔ ہوٹل بھی دنیا کی مانند ہوتے مسافر کی مدت قیام ختم ہو جائے اس سے جلد نجات پانے کی رسم کے لیے ہمہ وقت تیار رحزن کی تہوں نے مائی کے اصل چہرے کو چھپا لیا تھا۔ اس نے بصد شکریہ ہمیں رخصت کیا نے پھر بھی آتے جاتے رہنے کا وعدہ کیا۔ اس بے رحم کسادی کا نہایت کامیابی سے اظہار کیا تھا۔

کے قرطبہ کی مانند اس کا ریلوے اسٹیشن بھی نادرہ ہے۔ یورپ کی بجائے پاکستان کے کسی شہر کا ریلوے اسٹیشن معلوم ہوتا ہے۔ اشرف ے کے ساتھ ایک کتابچہ بھی اٹھا رکھا تھا۔ جس میں ک کے ریلوے نظام اور گاڑیوں کی اتنی تفصیل کر اشرف کے بار بار سمجھانے کے باوجود صرف پڑا کہ بعض دنوں کو بعض ٹرینوں کا کرایہ کم ہوتا وہ چونکہ بعض نہیں تھا اس لیے ہمیں پورے ادا کرنے پڑے۔ میں نے اسے اپنے لیے پلیٹ فارم پر آنے کو کہا تو وہ مسکرا دیا۔ "وہ تو اندلسیوں، یہ میرا تو یہ اپنا شہر ہے۔ ریلوے سٹیشن کو میرے اپنے میں آپ اپنی نکر کر

سٹیشن کے عملہ میں وہ اس لیے گھل مل گیا جیسے انہی میں سے ایک ہو۔ سمیع البتہ خاموشی بیٹھا کوئی موضوع سوچ رہا تھا۔

"یہ سٹیشن تو تمہارے دور میں نہیں ہوگا؟ اگر ہوتا تو تمہارے اجداد کی روانگی آسان رہتی ٹکٹ لیا اور سمندروں پار،" اشرف نے اسے سوچتے دیکھ کر کہا۔

"یہ ممکن نہیں کہ اشبیلیہ سے واپسی پر آپ ادھر سے ہوتے جائیں۔ سمیع نے اس کی بات کو نظرانداز کر دیا۔ اشرف نے بھی اس کے مشوروں کی تائید کی میں اسے یہ کہہ کر دکھ نہیں پہنچا سکتا تھا کہ تمہارے اجداد نے یہ شہر چھوڑنے کی جو رسم ڈالی تھی۔ اس میں اشبیلیہ سے آگے جانا ہی شامل ہے۔ واپس قرطبہ آنا نہیں۔

پسماندہ گاڑی کے ذرا خوشحال ڈبہ میں سامان رکھ کر وہ باری باری اسی انداز میں گلے ملے جیسے کبھی نہ ملنے کے لیے ملا جاتا ہے۔

اشرف میرا ہم وطن ہے۔ سمیع میرا کیا ہے؟ قرطبہ کے بازار سے خریدا ہوا گلدستہ سیٹ پر رکھا تھا۔ شہر تو پھولوں کے جواب میں پتھر دینے کا عادی تھا۔ پھول دیکھ کر سینکڑے سال پہلے کے پتھر یاد آنے لگے۔ جن کے زخم ابھی تک میرے سینے میں موجود ہیں۔ شاید انہیں بھی علم ہو گیا ہے یہ رسم قرطبہ نہیں مزاج پرسی کی رسم ادا کر رہے ہیں کہ مریض پھولوں کو دیکھ کر کچھ دیر کیلئے اپنا دکھ بھول جائے۔ مگر یہ دکھ میرا اکیلے کا تو نہیں۔ اشرف کا بھی ہے سمیع کا بھی ہے مبارک کا بھی ہوگا جو اپنی دکان داری سے میرے لیے زیادہ وقت نہیں نکال سکا تھا۔ میں ان کی محبت کا شکریہ ادا کر دوں؟ انہوں نے تو احسانات کا اتنا بوجھ ڈال دیا ہے۔ گارڈ ابھی دفتری کارروائی سے فارغ نہیں ہوا تھا۔ اندلس میں کسی اور ملک سے سگریٹ آ سکتا ہے نہ گاڑی یورپ میں ہوتے ہوئے بھی وہ ساختہ یورپ اشیاء کی درآمد کی عیاشی کے متحمل نہیں۔ گاڑی تو ان کی تھی میں جواب میں اپنے دوستوں کو نہیں دے سکتا تھا۔ ساختہ یورپ سگریٹوں کا کیرٹ نکال کر پیش کیا۔ انہوں نے اس انداز میں دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں تم سے تو اس توہین کی آس نہ تھی۔ ڈبے میں بیٹھا واحد... اندلسی مسافر بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ یہ کہہ کر ادا کیا کہ اسی بہانے دو چار روز یاد رکھنا۔ پھول تو

ایک۔ روزہ زندگی سے کر آتے ہیں یہ کئی روز تک تمہاری زندگی عذاب کرتے رہیں گے۔ میں تمہیں خوشبو سے یاد کروں گا۔ تم مجھے بدبو سے یاد کر لینا۔

یادوں کی خوشبو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ وہی خوشبو ہزاروں میل سے آپ کو کھینچ لائی تھی۔ سینکڑے سال پرانی یادوں کی خوشبو خود ہم قرطبہ کی گلیوں اور بازاروں میں سونگھتے پھرتے تھے۔ اب بھی ان گلیوں سے گزرتے ہوئے آپ یاد آئیں گے۔ آپ کی خوشبو آئے گی۔"

سمیع کی باتوں میں مسلم قرطبہ کی فکر و تازگی تھی اس قرطبہ کی جس کی زبان شاعری تھی۔ شاہ و گدا کی بات اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی تھی جب تک وہ اس میں اپنا یا کسی اور شاعر کا کوئی شعر شامل نہ کرے۔ اجنبیوں کو یہ شاعروں کا شہر معلوم ہوتا تھا۔ اادیب سمیع اسی نسل سے ہے۔ جس نے صدیوں سے قرطبہ کی زبان اور یاد کو سینے سے لگا رکھی ہیں۔ باتوں کی مٹھاس فکر کی تازگی میں نے سمیع کی طرف دیکھا۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔ اشرف خلاف معمول خاموش تھا۔

گاڑی نے آہ بھری تو انہوں نے ایک بار پھر معانقہ کیا اور ڈبے کے باہر نکل کر کھڑے ہو گئے۔ اور اس وقت تک کھڑے ہاتھ ہلاتے رہے جب تک نظریں ہاتھوں نے گم نہیں کر دیں۔

گاڑی کی رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی۔ یادوں کی پھرکی اور بھی تیزی سے چلنے لگی۔ قرطبہ کے در و دیوار جامع قرطبہ کا مینار وادی الکبیر ایک ایک کر کے نظروں سے جدا ہوتے گئے۔ ایک ایک کر کے اوراق تاریخ سامنے کھلتے گئے۔ آخری منظر مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ ہر دل غمگین، ہر آنکھ پرنم، اہل قرطبہ کے لمبے لمبے قافلے۔ پیچھے مڑ مڑ کر اپنے گھروں اور آبادیوں کو دیکھتے ہوئے آہیں فلک کو چیر رہی تھیں صدیوں کے حکمران اپنے کردہ اور ناکردہ گناہوں کی بھاری گٹھریاں اپنی خمیدہ پشتوں پر اٹھائے چلے جا رہے ہیں عرب بھی عجم بھی، اندلسی بھی بربر بھی، امراء بھی، حکام بھی اہل حرفہ بھی، اہل ثروت بھی زنجیر اور زخموں سے چور ایک گروہ نے اپنی پشتوں پر جامع قرطبہ کی بھاری قندیلیں اٹھا رکھی تھیں۔ ذرا قدم ڈگمگاتے تو سوار اسے مار کر کوڑے برساتے۔ یہ قندیلیں گرجوں کے گھڑیال

ایم کیو ایم نے ورکرز کی تین نشستوں پر جملہ ۳۳ ووٹ حاصل کئے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ موجودہ ایوان میں اس کی عددی قوت ہے۔ در حقیقت یہ اس لئے ممکن ہوا کہ نو کونسلروں کے ایک آزاد گروپ نے ورکرز کی نشستوں پر ایم کیو ایم کا ساتھ دیا۔ جن میں "عوام دوست" یوسف جعفی یوسف بلوچ ساتھی

سرور سلیم 'عوام دوست' ... بیچو اور دیگر ساتھی ہیں۔ نو کونسلروں کا یہ گروپ نہیں چاہتا تھا کہ مسلم لیگ کو کسی صورت فائدہ پہنچے لیکن اس گروپ نے خواتین کی چھ نشستوں پر بدر الاسلام کو ووٹ دیئے کیونکہ نو کے عدد سے پر کامیابی مل رہی تھی۔ اس گروپ نے ورکرز کی نشست پر حلقے ۱ کے شکست خوردہ امیدوار سکندر پلیجو کو کھڑا کیا تھا مگر جب دیکھا کہ کامیابی کے لئے ۱۳ کا عدد ضروری نمبر ہے تو مسلم لیگ کے امیدوار کی جیت کا راستہ روکنے کے لئے اپنا وزن ایم کیو ایم کے پلڑے میں ڈال دیا۔ یوں ورکرز کی نشست پر ایم کیو ایم کے تینوں امیدوار جیت گئے۔ خواتین کی چھ نشستوں پر ایم کیو ایم کی کامیاب ہونے والی چار خواتین کو جملہ ووٹ ۳۵ ملے اور یہی ایوان میں اس کی عددی حیثیت تھی' جواب بڑھ کر صاف اور سیدھی طرح ۳۳ ہو چکی ہے۔ حلقے ۳ کے ضمنی الیکشن میں بھی یقینی طور پر ایم کیو ایم کو جیتنا ہے۔ اس طرح ۲۹ کے ایوان میں اس کے براہ راست حامی ۳۳ ہو جائیں گے۔ نو کے آزاد گروپ اور کچھ دیگر کی حمایت جدا ہے۔ اس طرح اپوزیشن ۱۲ سے ۱۵ تک محدود رہے گی۔"

"ورکرز کی نشست پر سابق کونسلر داؤد ہاشمی بھی سابق کونسلر قوس گل کی طرح ہار گئے۔ اسی طرح وسیم سافر نے دوستوں سے دھوکہ کھایا۔ یہ جے یو پی کے عہدیدار ہیں اور ان ہی کے گروپ کے امیدوار تھے لیکن انہیں جے یو پی کے حامی کہلانے والے کونسلروں نے بھی ووٹ نہیں دیئے۔ داؤد ہاشمی کی طرح ان کا سکور بھی صفر رہا۔ وسیم سافر طالب علم لیڈر رہ چکے ہیں' ان کو جب اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو انہوں نے اس بنیاد پر اعتراض کرتے ہوئے کہ حکومت نے لاعلمی میں ایک نشست کم کر دی ہے سوا بارہ بجے تحریری طور پر ریٹرننگ افسر کو مطلع کر کے الیکشن کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا لہٰذا ساڑھے بارہ بجے کے بعد پڑنے والے جے یو پی کے تین کونسلروں کے ووٹ بھی انہیں نہ مل سکے۔ انہوں نے شام کو پریس کانفرنس میں بتایا کہ مجھے ساڑھے گیارہ بجے دوران پولنگ علم ہوا کہ ورکرز کی ایک نشست کم کر دی گئی ہے۔ یہ غیر جمہوری حرکت تھی جس کا میں نے بائیکاٹ کر دیا اور میں اب عدالت سے رجوع کروں گا۔ لیکن ایک سوال کے جواب میں انہوں نے اعتراف کر لیا کہ پونے دس بجے سے بارہ بجے تک جے یو پی کے جن حامیوں نے ووٹ ڈالے انہوں نے انہیں نظر انداز کیا۔ وسیم سافر نے کہا کہ یہ لوگ نظام مصطفےٰ کے غدار ہیں اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی کے لئے جنوری میں پارٹی میٹنگ میں بات کی جائے گی۔ اس صورت حال پر کسی نے خوب کہا کہ جماعت اسلامی کا الیکشن میں حال برا ہوا اور جے یو پی کا الیکشن کے بعد حال برا ہو رہا ہے۔ رہی مسلم لیگ تو وہ اسی جن کے پیروں تلے کچلی گئی ہے جسے خود اس نے بوتل سے نکالا۔

مگر ایم کیو ایم کے "جیالے" ابھی فتح کی سرشاری سے سنبھلے بھی نہ پائے تھے اور حیدر آباد سے یہ رنے حیدر آباد کی ترقی و فلاح کے لئے اپنی "کمٹمنٹس" کو صفحہ قرطاس پر منتقل بھی نہ کیا تھا کہ پسلاوار پلیجو گروپ نے یہ کیا کہ ان سندھیوں کے دلوں پر ہاتھ رکھا جنہیں ایم کیو ایم کی جیت نے شہر چھن جانے کا احساس دلا دیا تھا۔ ایم کیو ایم کی جیت کوئی انوکھی جیت نہ تھی' بلدیہ میں مہاجر پہلے بھی اسی تناسب سے کامیاب ہوتے رہے تھے' مگر اس بار نعروں کا شور' بولتی دیواروں کا بیان' فتح کا جو جا' ... جنون کا ... چیلنج اور برتاؤ اس طرح کا تھا کہ جب پلیجو گروپ نے ایک جلوس کے ذریعہ جس میں نوے فیصد لوگ ... سے لائے گئے تھے اور جسے "لانگ مارچ" کا نام دیا گیا' شہر کی مرکزی شاہراہوں پر بڑے جوش اور

... م کے ساتھ یہ نعرے لگائے کہ "یہ شہر کس کے۔۔۔ سندھیوں کے۔۔۔" "یہ سڑکیں کس کی۔۔۔ سندھیوں کی" ۔۔۔ "یہ گھر کس کے۔۔۔ سندھیوں کے" تو ایسا محسوس ہوا کہ گویا نبض پر ہاتھ رکھ دیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک جانب احساس ہزیمت ابھر رہا تھا اور دوسری طرف جارحانہ نعروں کو سننے کی مجبوری تھی' لہٰذا یہ سب سے موزوں وقت تھا کہ کالاباغ ڈیم' غیر ملکی افراد کی آباد کاری اور بچوں عاقل جھاوانی کے سے قاتل سلسلہ احتجاج کی آڑ میں حد لیور دہا دیا جائے جس سے ایم کیو ایم بھی بلبلا اٹھے اور اس سے دوستی کی نوابان جنے سندھ بھی۔ ہم نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا۔

"ایک عام آدمی کو اس بات سے غرض نہیں ہوتی کہ بات کرنے والا کون ہے۔ وہ یہ دیکھتا ہے کہ اسے کیا کہی جا رہی ہے۔ اگر بات وہی ہوتی ہے جو اس کے دل میں کھٹک رہی ہے یا دستک دے رہی ہے تو وہ متوجہ ہو جاتا ہے۔ آج سندھ کا ہر وہ باشندہ جو شعور کے ساتھ سچائی کا حامل بھی ہے اور سیاسی مکاری جس کی ضرورت نہیں' یہ دونوں باتیں اپنی پوری سنگینیوں کے ساتھ سامنے دیکھ رہا ہے کہ دریائے سندھ خشک ہے۔ دریائے سندھ کی جاتاج نہریں خشک ہیں۔ پانی کی تقسیم کا تنازعہ طے ہوئے بغیر کالاباغ ڈیم کا منصوبہ شروع کر دیا گیا ہے لہٰذا مستقبل اور زیادہ بھیانک ہے۔ اسی طرح آبادی میں باوجود احتجاج کے اضافہ ہو رہا ہے' رونے دھونے کا کوئی اثر نہیں۔ کچی آبادیاں دن بدن "توانا" ہو رہی ہیں' وسعت پذیر ہیں' حکومت وحدت' بھائی چارے اور قومی اتحاد کے نام پر محض وقت کو ٹال رہی ہے۔ سندھ کے عام آدمی کی سوچ کے اس انداز نے بائیں بازو کی سیاسی پارٹیوں اور قوم پرستوں کو اپنے خول سے نکلنے کا موقع دیا ہے اور ان دو مسئلوں کی بنیاد پر جن میں حقیقت کی کمی کسی نہ کسی قدر موجود ہے' بچوں عاقل جھاوانی کی بات بھی شامل کر کے جذبات کا وہ طوفان اٹھا دیا گیا ہے کہ اصل عزائم پس پردہ چلے گئے ہیں اور پردے پر صرف "سندھ دوستی" کی معصومیت رہ گئی ہے۔

تقریباً ایک سال ہونے کو آ رہا ہے کہ سندھ کی بعض سیاسی' سماجی اور ثقافتی تنظیموں نے متذکرہ مسائل پر اتحاد کیا اور ان دنوں یہ اتحاد ۱۳ تنظیموں کے درمیان ہو چکا ہے۔ کہاوت ہے کہ نہ تین میں نہ تیرہ میں' مگر اس کہاوت کے برعکس بہت سے ایسے ہیں جو تین میں بھی ہیں اور تیرہ میں بھی۔ مثلاً تیرہ تو یہ تنظیمیں

ہیں اور تین ہم جام ساقی' جی ایم سید اور مخدوم خلیق کو سمجھ سکتے ہیں مگر وہ جو تین میں بھی ہیں اور تیرہ میں بھی' وہ ممتاز بھٹو اور عبدالحفیظ پیرزادہ کے پیروکار اور پیپلز پارٹی کے قوم پرست ہو سکتے ہیں۔

رسول بخش پلیجو' شاہ محمد شاہ' جام ساقی' ابراہیم جویو' ... اسی طرح کے بعض دیگر افراد نے کہ اس سلسلے کا آغاز کیا تھا مگر ابھی جبکہ ان کی تنظیموں کے درمیان طریقہ کار کا تعین نہیں ہوا تھا ... کے تصادم نے معاملہ بگاڑ دیا۔ "قمر بچاؤ" کانفرنس میں پلیجو اور جام ساقی کے حامی ... تک تحقیقات ہوتی رہی کہ قصور کس کا ہے۔ پھر جام ساقی نے علیحدگی کا اعلان کر دیا جبکہ ... پیپلز پارٹی کے قوم پرست گروپ نے دعوت اتحاد پہلے ہی ٹھکرا دی تھی مگر اب جبکہ ... صدر عالم شاہ اس اتحاد کے جسے "سندھی عوام کا قومی اتحاد" کہا گیا ہے کنوینر ہو چکے ہیں اور ... ہاری تحریک کے صدر عبدالقادر رانتو اس کے سیکریٹری ہیں' یہ اتحاد پھر اپنے فعال ہونے کا ...

موہنجوڈیرو میں پچھلے دنوں "اتحاد" کا اجلاس ہوا جس میں "اتحاد" میں شامل تیرہ میں سے دس تنظیموں نے شریک ہو کر ایک ایکشن کمیٹی بنائی اور کمیٹی کا کنوینر عبدالقادر رانتو کو مقرر کر کے ایک ہفتے کے ... کا پروگرام تشکیل دیا۔ اس احتجاج کا آخری آئٹم جمعہ ۸ جنوری کو حیدر آباد میں "لانگ مارچ" کا مظاہرہ تھا۔"

"جلوس میں بچوں عاقل جھاوانی اور کالاباغ ڈیم کے خلاف اظہار نفرت کے لئے بینر اور ... تھے۔ بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھی گئی تھیں اور نعرے لگ رہے تھے "یہ شہر کس کا۔۔۔ سندھیوں کا" "دھرتی کس کی۔۔۔ سندھیوں کی۔۔۔" "یہ راستے کس کے۔۔۔ سندھیوں کے"۔ "یہ بازار کس کے۔۔۔ سندھیوں کے" "یونٹی یونٹی۔ وکٹری وکٹری"۔ "جاگو جاگو۔ سندھی جاگو" اور "غیر ملکی آباد کاری۔ بند کرو" وغیرہ۔ بینر پر انگریزی اور سندھی میں بچوں عاقل جھاوانی نامنظور اور کالاباغ ڈیم نامنظور لکھا تھا۔

جلوس کا انتظام ایک ڈنڈا بردار فورس نے سنبھال رکھا تھا' تاکہ خواتین تک کوئی غیر متعلق نہ پہنچ سکے۔ سید عالم شاہ اور عبدالقادر رانتو جلوس کے قائد تھے۔ چوراہوں پر پولیس کا پہرہ تھا مگر جلوس اپنے مقررہ راستے سے ہوتا ہوا اسپتال روڈ پہنچا۔ تقریباً ڈیڑھ دو میل کی مسافت کو "لانگ مارچ" کہا گیا تھا۔ اسپتال روڈ پر کھلی جیپ پر چڑھ کر ۱۲ مقررین نے ایک گھنٹے تک تقاریر کیں۔ اس دوران مظاہرین کو لانے والی بسیں اسپتال کے سامنے پہنچ چکی تھیں تاکہ انہیں واپس لے جایا جا سکے۔ سندھی مزدور تحریک کے صدر امان اللہ پیشو نے کہا کہ ہم اپنا تاریخی وجود بچانے کے لئے متحد ہوئے ہیں۔ سندھی گریجویٹس آرگنائزیشن کی کنوینر خیر النساء کھوسو نے کہا کہ جو لوگ اس اتحاد میں شامل نہیں وہ شامل ہو کر اپنی غیرت کا ثبوت دیں۔

سندھی' بلوچ' پشتون فرنٹ کی ذیلی تنظیم کنفیڈرل اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے کنوینر شیر علی شاہ نے مہمان مقرر کی حیثیت سے کہا کہ میں فرنٹ کی طرف سے وعدہ کرتا ہوں کہ اب خون مورو میں نہیں بہے گا' دادو میں نہیں لاہور میں بہے گا۔ انہوں نے کہا فرنٹ آپ سے جدا نہیں اور آج ثابت ہو گیا ہے کہ سندھ سندھیوں کا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بلدیہ میں خواہ کوئی جیتے آج کے مظاہرے نے بتا دیا کہ کراچی اور حیدر آباد کے شہر بھی سندھیوں کے ہیں۔

کو بلدیہ کراچی اور بلدیہ حیدر آباد میں جیتنے والے جنہیں "یہیں کمانے یہیں کھانے ... چاہئے" کا درمول ہے' سندھی نہیں ہیں۔ اس کا جواب تو ایم کیو ایم کے لوگ ہی دے سکتے ہیں جو سندھ ... انکسار و وفاداری میں بہت آگے تک چلے گئے ہیں۔ جنہیں عملاً مہاجر اور غیر سمجھا جاتا ہے اور ... کہلوانے پر اصرار ہے۔

شیر علی شاہ کی طرح دوسرے مہمان مقرر "سپاف" کے صدر ڈاکٹر ستار راجپر نے ... کہا کہ کراچی اور حیدر آباد سندھیوں کے ہیں اور سندھیوں کے سوا ان پر کسی کا حق نہیں انہوں نے ... طرف سے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ سندھیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ حقوق کی جنگ ... نہیں رہیں گے۔

ڈی ایس ایف کے ایک دھڑے کے چیئرمین امداد چانڈیو نے اپنی تقریر میں بتایا کہ انہیں اس ... میں شریک ہو کر ایسا لگا جیسے بچل' لطیف' کنور بھگت اور چندر زندہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا سندھ ... سندھی راج کریں گے' آج کا مظاہرہ اس کی ابتداء ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں ...

... لئے مرنے کا عہد کرنا چاہئے۔

سندھی شاگرد تحریک کے صدر مصطفےٰ سیال نے کہا کہ نقلی قوم پرستوں (جئے سندھ) اور ... پسندوں (جام ساقی) نے اردو پریس کے ذریعہ اس اتحاد کی مخالفت کی تھی مگر سندھی ... ماؤں اور بہنوں نے سندھ کے دشمنوں اور سرکار کے ایجنٹوں پر واضح کر دیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت ... حقوق غصب نہیں کر سکتی۔

سندھ ہاری کمیٹی کے لیڈر بشیر شر نے بتایا کہ ہم ہوشو شیدی' بھگت سنگھ' نذیر عباسی اور ... تسلسل ہیں۔ نہ سندھیوں کو اقلیت میں بدلنے دیں گے' نہ سندھ کو ویران اور بنجر ہونے دیں گے ... گولیوں کا جواب گولیوں سے دیں گے۔ سندھیانی تحریک کی لیڈر اختر بلوچ نے جو رسول بخش پلیجو کی بیوی زرینہ بلوچ (ریڈیو سنگر) کی بیٹی ہیں' اپنی تقریر میں کہا کہ ہم نے دودو' ہیمو اور ہوشو کے ... دور میں سندھ دشمنوں کو للکارا ہے اور سندھی عورت ہمیشہ آزادی کی جدوجہد میں شریک رہی ہے ... نے کہا ہم خون کے ہر قطرے کا انتقام لیں گے۔ جام ساقی کے پرانے ساتھی اور اے ... پنہور نے جن کی بہن نسیم پنہور جناب پلیجو کی بیوی ہیں' اپنی تقریر میں کہا کہ ... لوگوں نے اس اتحاد کے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ انہوں نے اتحاد کو سندھی قوم کا نجات دہندہ ...

ہونے والوں کو شمولیت کی دعوت دی اور واضح کیا کہ یہ اتحاد کسی پارٹی کے خلاف نہیں بلکہ سندھیانی
... صدر صاحب زادی ڈاہری نے کہا کہ آزادی یا موت ہمارا نصب العین ہے۔ سندھ دھرتی کے
... باپ سازش نہیں ہو رہی ہیں۔ آیئے ہم مل کر اپنا تاریخی کردار ادا کریں۔ سندھی ہاری تحریک کے
... عبدالقادر رانتو نے کہا کہ سندھی قوم کے حقوق کو چھاؤنیاں بنا کر ختم نہیں کیا جا سکتا ... ماروی اب ہر
... قید نہیں وہ سڑکوں پر آ چکی ہے ہم شہیدوں کے راستے پر چل کر اتحاد کے خلاف ہر سازش
ناکام بنا دیں گے۔ اے این پی سندھ کے صدر سید عالم شاہ نے کہا کہ پاکستان کے نام پر ہمارے شہر ہم سے
چھین لئے گئے ون یونٹ کے نام پر زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ ثقافت اور زبان ختم کرنے کی کوشش کی گئی
اور اب کالاباغ ڈیم کے ذریعہ پانی بند کرنے اور چھاؤنیوں کے ذریعہ عوام کو غلام بنانے کی سازش کی جاری
ہے۔ انہوں نے دیگر پارٹیوں سے اتحاد میں شامل ہونے کی اپیل کرتے ہوئے واضح کیا کہ یہ سندھی قوم کا
اتحاد ہے۔ صرف سیاسی پارٹیوں کا اتحاد نہیں۔
جلسے میں ہونے والی تقاریر اور انداز بیان کو براہ راست دیکھا اور سنا جاتا تو اس زاویہ فکر کی تصدیق
ہو جاتی جس کا اظہار ہم نے ابتداء میں کیا ہے یعنی یہ کہ دو مسئلوں کی بنیاد پر جن کی کچھ نہ کچھ حقیقت
ضرور ہے نفرت کے خلاف نفرت کے فروغ کے لئے کونسٹ تحریک کے مطابق ہوں عاقل چھاؤنی کو ہدف بنا
اور اب پانی اور اضافہ آبادی کے مسائل سے بچا کر کے بائیں بازو کے مختلف جنہوں اور قوم پرستوں
نے اس طرح اپنے ہاتھ میں لے لی ہے کہ پردے پر صرف "سندھ دوستی" کی معصومیت نظر آتی
ہے۔ اہاری انتشار فکر اور تقسیم در تقسیم یا گروہ در گروہ کی کونسٹ اسٹریٹجی پس پشت چلی گئی
ہے۔

جاری ہے

بینظیر بھٹو کے نام

عفت ملک — تلہ گنگ

میں اپنی گفتگو کا
آغاز کروں
تو کیسے
"تو"
سیاسی افق پر
اوج ثریا
میں
بلبل بے نوا
ایک
ویران چمن کا
"بہار میں"
ترے جیون میں آئیں
پھول کھلے
ترے
آنگن کے
"خوشبو"
تیری پھیلی
دنیا کے
کونے کونے میں
میں کروں کیسے
اپنے
جذبات کا اظہار
یوں لگتا ہے
جیسے
میرا اپنا ہی ہے
کوئی
برسراقتدار
اب
اس قوم کے مقدر
کی ڈور ترے
ہاتھ میں ہے
اس کو
سنبھال کے رکھنا
اپنے
وعدوں کی
لاج رکھنا
ہم
غریبوں کو
یاد رکھنا

بقیہ: بابائے صحافت

ہم گردلایا اکیا زرد صحافت سے ہمیشہ نفرت کی اگر آپ وہ راستہ اختیار کرتے تو آج چکوال کے امیر کبیر معززین میں آپ کا شمار ہوتا۔

چھپڑ جو آجکل چھپڑ بازار ہے کے جنوب اور مغرب میں جھٹکے کی دو دکانیں ہوا کرتی تھیں جہاں کھلے بندوں "جھٹکا" فروخت ہوتا تھا اور فرزندان توحید کے لئے یہ بڑی دل آزادی تھی آپ ہی تھے کہ اس کے خلاف سینہ سپر ہوئے اور صدائے احتجاج بلند کی اخبارات میں اس کے خلاف مراسلات شائع کرائے نتیجہ کے طور پر یہ دو دکانیں بند کرادی گئیں جس پر سکھوں نے زبردست ہنگامہ آرائی کی زور و شور مچایا لیکن انہیں کامیاب نہ ہوئی باما کی موجودہ دکان کے جنوب میں گندے پانی کا چھپڑ تھا چھپڑ بازار اسی کی مناسبت سے مشہور ہے۔

چکوال میں مولانا ظفر علی خان انجمن اسلامیہ چکوال کے زیر اہتمام سالانہ اجلاس منعقد ہوتے تھے جس میں سرکردہ رہنماؤں اور نامور علماء دعوت دی جاتی تھی مولانا ظفر علی خان اسی سلسلہ میں چکوال میں تشریف لائے تھے یہ دور تھا جب مولانا کی تحریروں اور تقریروں نے دھوم مچا رکھی تھی جب آپ انجمن اسلامیہ کی دعوت پر چکوال تشریف لائے تو آپ نے مولانا کو چائے کی دعوت دی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی آپ کے ہمراہ تھے چائے کے ساتھ گلاب جامن اور شکرپارے تھے، مولانا نے چائے کا ایک کش لگایا اور فرمایا۔

ادیب آئے کھلانے کے لئے ہم کو شکرپارے

ہمیں اس پر یہ یاد آیا کہ بر مردے دہر کارے

مولانا تقریر کے لئے جب جلسہ گاہ میں جانے لگے تو نظم کے لئے ادیب صاحب نے درخواست کی آپ اچکن کے بٹن بھی لگاتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

بنی شرع بنی مہمان چکوال
دو بالا ہو رہی ہے شان چکوال
سروں پہ دیکھ لو گے تاج عزت
سلامت کر رہا ہے ایمان چکوال
کدھر ہے آج کشتی قادیاں کی
ہے جس کا منتظر طوفان چکوال

مولانا پڑھتے جا رہے تھے اور اس وقت کے ہلر ترقی پسند نوجوان خان محمد یالم بکھولے اور جلسہ میں نہایت ترنم کے ساتھ سنا کر حاضرین کو ... کیا۔

مغلی چانپ

اشیاء: چانپ آٹھ عدد (ہلکا سا کچل لیں) آلو درمیانی دو عدد ابال کر آدھا کچل کچا کر لیں اور پھر گول گول کاٹ لیں ادرک ۲ انچ کا ٹکڑا، لہسن آٹھ جوئے، ہلدی پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچہ، لال مرچ پسی ہوئی حسب ضرورت، سرکہ دو کھانے کے چمچے، نمک حسب ذائقہ، پیاز درمیانی دو عدد باریک کاٹ کر بادامی رنگ کے تل لیں، گھی چار کھانے کے چمچے۔

ترکیب: پہلے پسے ہوئے مسالے میں سرکہ اور نمک ملائیے اور پھر اسے ہر چانپ پر اچھی طرح لگا کر ایک گھنٹہ تک رکھ دیں اس کے بعد گھی میں چانپ سرخ کر لیں اب دوسرے فرائی پین میں آلو تلیے جب یہ بادامی ہو جائیں تو چانپ اور تلی ہوئی پیاز شامل کیجئے اور نوش فرمائیں۔

تحریر: ثمر قاضی ساکن منڈھے

بقیہ: چکوال کے آثار قدیمہ

سے گھرا ہوا ہے جن کی اونچائی سو سے تین سو فٹ تک ہے ۔ ۱۸۴۸ء میں جب جنرل کننگھم یہاں آیا تو اس نے قلعہ کو شکستہ اور ریختہ حالت میں پایا ۔ فی الحال ملوٹ میں آثار شناسی کے نقطہ نظر سے دو قدیم مندر دلچسپی کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں جو قدیم کشمیری طرز تعمیر کا نمونہ ہیں ۔ ملکی آزادی سے پہلے بالی ذات کے ہندو براہمن ان مندروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں تھے ۔ بالیوں کے گورو پترلوک ناتھ کی سرڑھی ان کی مشہور زیارت گاہ تھی ۔

ملوٹ جنجوعہ اور گکھڑ کی راجپوتوں کے لیئے بڑی اہمیت کا مالک ہے ۔ جنجوعہ چندر بنسی راجپوتوں کی راٹھور شاخ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا مورث راجا مل دیو پہلا شخص تھا جو قنوج سے ترک سکونت کر کے علاقہ کوہستان نمک میں آیا ۔ راجا مل کے ویر جودھ کنگھ ، ترنولی ، دابو جیڑ اور بیبر کالاچھ لڑکے تھے ۔ جن کی اولاد ضلع چکوال کشمیر پونچھ ، ہزارہ ضلع سیالکوٹ اور تحصیل کہوٹہ میں آباد ہے ۔ گکھڑ بھی ہندو راجپوت تھے ۔ جو سلطان شہاب الدین محمد غوری ۔ (وفات ۱۲۰۶ء) کے عہد میں بیکانیر کی طرف سے کوہستان نمک کے قلعہ ملوٹ میں رہائش پزیر ہوئے ۔ برصغیر میں مغلیہ سلطنت کے بانی شہنشاہ محمد ظہیر الدین بابر (وفات ۱۵۳۰ء) کے زمانے میں کلر کہار سے باغ صفا کے حوالے سے ان کا مورث کالید اس کافی شہرت کا مالک بنا ۔ کالید اس نے اس باغ کی تعمیر اور دیکھ بھال میں اہم کردار ادا کیا تھا ۔

اگرچہ ان مقامات کا براہ راست اسلامی تاریخ و ثقافت سے کوئی تعلق نہیں لیکن ۔ پاکستان کی قدیم تاریخ اور بین الاقوامی تہذیب و ثقافت سے بڑا گہرا تعلق ہے اگرچہ محکمہ آثار قدیمہ اور پاکستان کی سیاحتی کارپوریشن دلچسپی لے تو قلعہ ملوٹ اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ سیاحوں اور آثار شناسوں کے لیئے کافی دلچسپی کا سامان بہم پہنچا سکتا ہے ۔:۔

عجیب و غریب

شمالی چین میں ایک ایسا درخت پایا جاتا ہے جو دو سو سال پرانا ہے اور موسم کی پیشن گوئی کرنے کی وجہ سے مشہور ہے جب کبھی بارش ہونے والی ہوتی ہے تو تین دن پہلے اس کی چوٹی کے پتے سرخ ہو جاتے ہیں جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ تین بعد بارش ہوگی ۔

مرسلہ: آفتاب حسین کہوٹ مولوالے

بقیہ : پنجاب کا مارشل علاقہ

قائم ہو گئے تھے لیکن وسیع پیمانے پر تیل کی دریافت اور ذخیروں کا اندازہ ابھی تک مکمل نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی تیل کی صنعت کو زیادہ ترقی مل سکی اس لیے مقامی آبادی کو تیل کی صنعت سے ابھی تک کوئی فائدہ نہیں پہنچا چونکہ زراعت اور صنعت دونوں میں یہ خطہ پسماندہ رکھا گیا اس لئے ان سے منسلک تجارت اور دوسرے کوئی بڑا کاروبار بھی نہ پھیل سکا آزادی سے پہلے تجارت اور دیگر معاشی کاروبار پر زیادہ تر ہندوؤں اور سکھوں کا کنٹرول تھا مثال کے طور پر مندرہ سے بھون تک جانے والی ریلوے لائن ہندو اور سکھ کاروبار کرنے والے لوگوں کے مطالبے پر بنائی گئی ان لائن پر واقع بڑے قصبوں کی ساری تجارت پر انہی کا قبضہ تھا مسلمانوں کی چند شیخ اور خواجہ برادریوں نے بھی تجارت اور کاروبار میں کچھ پیش رفت کی لیکن آزادی کے بعد بہتر مواقع کی تلاش میں ان کی اکثریت بڑے شہروں اور مراکز میں منتقل ہو گئے پاکستان کے نامور تاجروں میں سہگلوں کا شمار صف اول میں ہوتا ہے ان کے آباؤ اجداد کا تعلق چکوال سے دس میل مشرق میں واقع کھوٹیاں قصبے سے ہے اس کا موجودہ نام سہگل آباد ہے سہگلوں نے اس قصبے میں ہائی اسکول بنوایا ہے اور دیگر سہولتیں بھی پہنچائی ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے راولپنڈی میں کوہ نور ٹیکسٹائل ملز کے علاوہ کوئی اور صنعتی یا زراعت یا معدنیات کے شعبے میں کوئی کارخانہ وغیرہ یا بڑا کام یہاں شروع نہیں کیا ابھی تک شروع نہیں کیا اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اس علاقے کو بھول چکے ہیں ان کی دلچسپی اور کاروباری مفاد بڑے شہروں میں منتقل ہو گئے ہیں ۔

جاری ہے

بقیہ : اسلام آباد کا موسم

غلام مصطفےٰ جتوئی کو اپوزیشن لیڈر ... کا اندرون بیرون ملک قد و قامت ... ۱۹۸۸ء کے الیکشن میں شکست کھا ... بہت بلند ہے ۔ جناب جتوئی ایک ... اعتدال پسند پاکستانی سیاستدان ... اور اُن کی سوچ ہر قسم کے تعصبات ... ہیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی اعلیٰ ... سے تمام تر اختلافات کے باوجود انہوں ... ذوالفقار علی بھٹو اور کارکنان پارٹی ... اظہار تحسین کر کے اس پارٹی کے اندر ... بالخصوص پاکستانی عوام کی نظر میں بہت ... پائی ہے ۔ یقیناً اُن کے اپوزیشن لیڈر ... سے طالع آزماؤں کے چہرے ماند پڑ ... اور نواز شریف کو پیپلز پارٹی کا ... کا سمبل بنا کر پیش کرنے کا ... حد تک روک دیا گیا ہے ۔ قارئین کرام اگلے ... شمارے میں اس موضوع پر مزید ... شات پیش خدمت کی جائیں گی ۔

قرطبہ کا دار الحکومت

اچھل اچھل کر ان پر واری صدقے ہو رہا تھا ۔ ... بکی سے نہیں فقط ہجر و فراق بھی ماحول کی ... نہیں کر سکتا تھا ۔ میلہ ہوٹل کے استقبالیہ ... بوڑھیوں کا وہی ہجوم تھا ۔ معلوم ہوتا تھا ... بنا نے کیلئے لے جا رہے ہیں جو اپنی آزادی کی ... نہ کر سکے ہمیشہ کے لیے غلامی کے سفر پر رواں ... باغوں پھولوں اور محلوں کے قرطبہ کے ... آج صرف غلامی کے مالک رہ گئے ہیں ۔ ... اٹھا کر آنکھوں سے لگا لیا ۔ پھولوں سے ... ہو چکی تھی ۔ میں کھڑکی کھول کر باہر ... لہلہاتی کھیتیاں ، کس کھیت کی ہریالی کس کی قبر ... میں نے پھول کی ایک پتی توڑ کر ہوا ... وہ اڑتی ہوئی دور جا گری پھر دوسری ... ایک کر کے میں نے سب پھولوں کی پتیاں مسلمانوں کی بے نشان قبروں پر نچھاور کر دیں ۔